

اولیٰ مرتبہ اور تعلیمات کا ترجمان

بہارِ باہمی مجلہ

# وَعَدَةُ الْمُسْلِمِ



- ✦ قصیدہ قرآن
- ✦ لہجہ اور دہلیز اور اہل حدیث
- ✦ تحریف قرآن
- ✦ طبعیت انعام اعظم و عبادتِ ظہور
- ✦ شرح حدیث حدیث
- ✦ گرفتار کی جہم اشتعال
- ✦ تکرارِ عبادتِ عظیم و عبادتِ باعد الہادی کی کیفیت
- ✦ غیر محکمہ (اہل حدیث) فرقہ اولیٰ کھیت و مسائل

پاسپال انور سے ترجمان (پاکستان)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اہل حق اہلسنت کا ترجمان

سہ ماہی مجلہ

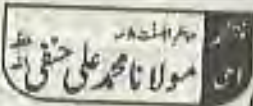
# دعوتِ اہلسنت

اکتوبر، نومبر، دسمبر 2012ء

شمارہ نمبر 01

پیشانی نظر

قریب الدہر، وحید العصر، تحت الخلف، نتائج الخلقین، سراج المذنبین، شیخ الاسلام و  
اسلمین، خاتمتہ الفقہاء والمحدثین، سلطان العلماء المنجورین، برہان الفقہاء  
المصدرین، بحر العلوم، کاشف السرائر، زین العرب والعجم، مفہم  
الکدالات، اربابہ علی العالم اعلیٰ حضرت امام اہلسنت، محمد دین و ملت مفتی امام  
الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ



دعوتِ اہلسنت کی معلومات کے لئے رابطہ نمبر: 0321-2311741

قیمت فی شمارہ 30 روپے

پاسبانِ اہل سنت و جماعت (پاکستان)



# تفسیر قرآن

تکیم الامت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ الرحمن

يا ايها الذين امنوا لا تقولوا راعنا وقلوا انظروا واسمعوا وللكافرين عذاب  
اليم.

ترجمہ: اے ایمان والو! اور اے اہل ایمان! کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی سے بغور سنو  
اور کافروں کیلئے دردناک عذاب ہے۔

تعلقات: اس آیت کا بچھلی آیتوں سے چند طرح تعلق ہے۔

پہلا تعلق: اب تک یہودی ان بدکاروں کا ذکر تھا جو حضور علیہ السلام کی تشریف آوری سے پہلے  
کر چکے تھے۔ اب ان کے وہ محبوب بیان ہو رہے ہیں جو حضور علیہ السلام کے زمانے میں ان میں  
پیدا ہوئے یعنی صاحب قرآن میں حبیب جوئی کرنا اور ان کے دین میں طعنے دینا۔ اس سلسلے میں  
پہلا حبیب اس آیت میں بیان ہو رہا ہے۔

دوسرا تعلق: بچھلی آیت میں یہود کے جادو سیکنے کا ذکر تھا اور جادوگر کچھ الفاظ ہی کے ذریعہ لوگوں  
کو ایذا پہنچاتا ہے اب اس آیت میں ان لوگوں کی وہ تکلیف دینے والی باتیں بیان ہو رہی  
ہیں۔ جو جادو کی طرح حضور علیہ السلام کو ایذا پہنچاتی تھیں۔

تیسرا تعلق: بچھلی آیت میں یہود کا جادوگر ہونا بتایا گیا اور جادوگر اپنے کو کراماتی دلی ظاہر کرتا ہے

## فہرست مضامین

نمبر	عنوان	مصنف	صفحہ
1	تفسیر قرآن	تکیم الامت مفتی احمد یار خان علیہ الرحمۃ	03
2	شرح حدیث جبریل	شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ	11
3	طہیت امام اعظم اور مسئلہ تقلید	مناظر اسلام مولانا عبدالحمید سعیدی	22
4	تحریب قرآن	مناظر اہلسنت مولانا غلام علی قاروی	31
5	غیر مقلدین احمدیہ فرقہ کے کچھ مسائل	مولانا ابوریحمان رضوی	40
6	ہنگو ان ودیوتا اور غیر مقلدین	مولانا عرفان رضوی	47
7	تکبر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھانے کی کیفیت	مناظر اہلسنت قاری محمد ارشد مسعود چشتی رضوی	57
8	کرشن کی جنم ششمی، کرشن اور ماتمی جلسہ	مولانا عرفان رضوی	81
9	تہذیب اور وہابی	مولانا ابوریحمان رضوی	87









داخل ہیں مگر ان کے لئے یہ خطاب اظہارِ کرم کے لئے ہے اور ہم جیسوں کو یہ خطاب غفلت سے بیدار کرنے کے لئے۔ چیز ایک ہے مگر تعلقات علیحدہ لامتفقو لوار اعنا ہمارے نبی سے آئندہ راعنا نہ کہنا یہ لفظ مراعات کا امر ہے جس کے معنی ہیں رعایت کرنا صحابہ کرام عرض کرتے ہیں راع رعایت فرمائیے ہمارا۔ مگر یہودی زبان میں یہ گالی تھی۔ یادہ کسی قدر کھینچ کر بولتے تھے جو کہ راعینا بن جاتا تھا۔ یعنی ہمارا چرواہا (راعی چرواہے کو کہتے ہیں) یادہ رعوت سے بناتے تھے جس کے معنی ہیں حماقت تو راعنا کے معنے ہوئے امتی اور دل میں خوش ہوتے تھے۔ نیز ویسے بھی اس لفظ میں بے ادبی کا احتمال ہے کیونکہ یہ باب مضامین سے ہے جسکے معنی ہوئے آپ ہماری رعایت کریں ہم آپ کی۔ اس میں نبی علیہ السلام کے ساتھ برابری کا شائبہ پایا جاتا تھا۔ یہ دوسری کا حکم معلوم ہوتا تھا کہ یا حبیب اللہ میرے کلام کی رعایت کیجئے اس سے بے پرواہی نہ کیجئے کسی اور کے ساتھ مشغول نہ ہو جائیے ان وجہوں کی بناء پر مسلمانوں کو اس سے روک دیا گیا کہ تم اگرچہ سادگی سے کہتے ہو مگر اس لفظ کے دوسرے خلاف معنی بھی ہیں یا ادروں کو اس سے بے ادبی کرنے کا موقع مل جاتا ہے لہذا تم اچھی نیت سے بھی نہ بولو بلکہ وقلو لا النظر لا اگر یہ کہنا ہے تو یہ لفظ بولا کرو۔ یا تو النظر النظر کے معنے میں ہے یعنی ہمیں مہلت دیجئے (نظر بمعنی مہلت) اور یا یہاں السی پوشیدہ ہے۔ النظر الیہا یعنی ہماری طرف نظر کرم فرمائیے (نظر بمعنی کرم) اس لفظ میں کسی فاسد معنی کا احتمال نہیں۔ بلکہ بہتر تو یہ ہے کہ واسمعوا پہلے سے فرمان عالی غور سے سن لیا کرو تا کہ تمہیں یہ عرض کرنے کی ضرورت ہی نہ پڑے یا یہ مطلب ہے کہ یہ حکم گوش ہوش سن لو خبردار اب کبھی راعنا نہ کہنا یہ مطلب ہے کہ اطاعت کی غرض سے سنو یہودی طرح سمعنا و عصنا نہ کہنا اس لئے کہ وللکفرین عذاب الیم ان کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے جو راعنا کہہ کر محبوب پاک کے قلب کو ایذا پہنچاتے ہیں انہوں نے زبان سے تکلیف دی ہم انہیں

تکلیف دہ عذاب میں مبتلا کریں گے۔

خلاصہ تفسیر: اے ایمان والو! تم ہمارے نبی علیہ السلام سے نیک نیتی اور صفائی دل کے ساتھ لفظ راعنا بول دیتے ہو جس کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ حضور ہم نے یہ بات نہ سنی ہم پر نظر کرم فرمائیں اور دوبارہ فرمادیں۔ مگر تمہارا اس لفظ کے خراب معنی بھی ہیں اور اس سے دشمنوں کو بے ادبی اور گستاخی کرنے کا موقع مل جاتا ہے لہذا تم یہ لفظ اچھی نیت سے بھی بولنا چھوڑ دو تا کہ گستاخی کا دروازہ بند ہو جائے اور بجائے اس کے النظر نہ کہہ دیا کرو اس سے تمہارا مقصد پورا ہو جائے گا اور بے ادبی کا بھی شائبہ نہ رہے گا اور سب سے بہتر یہ کہ نبی علیہ السلام کا کلام شریف پہلے ہی سے بخور بن لیا کرو تا کہ اس عرض و معروض کی ضرورت ہی نہ پڑے یا ہمارا یہ حکم کان کھول کر سن لو۔ اب اسکی خلاف ورزی نہ ہو۔ اب جو کوئی راعنا کہے گا وہ کافر ہوگا کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

فائدہ: اس آیت سے چند فائدے حاصل ہوئے۔

پہلا فائدہ: بارگاہ الہی میں حضور علیہ السلام کی بے حد عزت ہے کہ اس نے اپنے بندوں کو عرض و معروض کرنے کا طریقہ بھی سکھایا اور عرضی دینے کے الفاظ بھی بتائے قرآن کریم نے دوبار مصطفائی کی حاضری کے آداب، بیٹھنے اٹھنے کے طریقے، کھانے پینے کے آداب، گفتگو کرنے کے ڈھنگ بھی سکھائے۔ اس کی تحقیق کے لئے ہماری کتاب سلطنتِ مصطفیٰ اور مملکتِ کبریا کا مطالعہ کرو۔

دوسرا فائدہ: تعظیمِ مصطفیٰ ﷺ تمام عبادات سے مقدم ہے اور سب سے بدھ کہ اہم فرض کیونکہ قرآن کریم نے نماز روزہ کے احکام میں اتنی سختی نہ فرمائی جتنی کہ یہاں فرمائی کہ حکم کے بعد اسمعوا بھی کہا۔ یعنی خوب سن لو اور خلاف ورزی کرنے والوں کو کافر فرمایا۔



تیسرا فائدہ: للکفرین سے اشارہ معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کی شان میں بے ادبی کا لفظ بولنا کفر ہے اگرچہ اس قصد سے نہ ہو لہذا حضور علیہ السلام کی شان میں گستاخی کرنے والے دیوبندی کافر ہیں اگرچہ وہ یہ بھی کہیں کہ ہماری یہ نیت نہ تھی۔ گستاخی میں عرف کا لحاظ ہے نہ کہ نیت کا۔ نیک نیتی سے گالی دینے والا مجرم ہے۔

چوتھا فائدہ: برائیوں کے ذریعوں کو بند کرنا ضروری ہے لہذا وہ جائز کام بھی حرام ہے جس سے محرمات کا دروازہ کھلے۔ رب نے مشرکین کے بتوں کو گالیاں دینے سے منع فرمایا تھا کیونکہ اس سے مشرکین رب کو گالیاں دیتے یہود پر ہنستے کے دن شکار کرنا منع تھا حیلہ پہلے سے تیاری کی وہ بھی مذاب الہی میں گرفتار ہو گئے کیونکہ یہ حرام کا ذریعہ تھا تصویر بنانا اور شوقیہ استعمال کرنا حرام کر دیا گیا کہ یہ بت پرستی کا ذریعہ ہے قبر کے سامنے نماز حرام ہے کیونکہ اس میں بت پرستی کا دروازہ کھلنے کا اندیشہ ہے کسی کے باپ کو گالی مت دو ورنہ وہ تمہارے باپ کو گالی دے گا مگر افسوس اس راز کو دیوبندی نہ سمجھے انہوں نے تقویۃ الایمان اور ایمان قاطعہ جیسی گندی کتابیں شائع کیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آریوں نے رگیلا رسول جیسی ماحول کتاب چھاپی اور اپنی اس گستاخی کے لئے تقویۃ الایمان کو آڑ بنایا۔

پانچواں فائدہ: اللہ تعالیٰ اور حضور علیہ السلام کی شان میں ایسے لفظ بولنا حرام ہیں جن میں بے ادبی کا ادنیٰ شائبہ بھی ہو اور جو ان کی شان کے خلاف ہوں اور اسی لیے اللہ کو میاں اور حضور علیہ السلام کو بھائی اور بشر کہنا حرام ہے کہ میاں شوہر کو اور بھائی بشر برابر والے کو بھی بولا کرتے ہیں۔

چھٹا فائدہ: حضور علیہ السلام سے رحم و کرم کی درخواست کرنا یا رسول اللہ انظر حالنا کہنا بالکل جائز ہے کیونکہ یہاں نظر بمعنی دیکھنا نہیں بلکہ معنی مہربانی کرنا ہے۔ لا ينظر اليهم (آل عمران: ۷۷) اور سب مسلمانوں کو خواہ کہیں ہوں کسی زمانے میں ہوں انظر لسا کہنے کا حکم ہے

اہل حق اہل سنت کا ترجمان

کیونکہ قرآن کریم میں مطلقاً ایمان والوں سے خطاب ہوا ہے الفاظ کے اطلاق کا اعتبار ہوتا ہے خیال رہے کہ سارے شرعی احکام ہمارے مرتے ہی ختم ہو جاتے ہیں مگر حضور سے نظر کرم کی درخواست وہ عبادت ہے جو قبر و حشر میں رہے گی ہر جگہ حضور کے کرم کی ہمیں ضرورت ہے قیامت میں سب سے پہلے حضور کی تلاش پھر حضور کی شفاعت ہوگی۔ پھر دوسرے کام حساب و کتاب وغیرہ تو قولوا انظر لاپہر جگہ عمل ہوگا۔

### اعتراضات:

پہلا اعتراض: اس آیت سے معلوم ہوا کہ تعریف کرنا حرام ہے (دو معنی والے لفظ کے بعید مراد لینا) حالانکہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بیوی کو ایک بار بہن کہا تھا یعنی ویلی بہن نیز فقہاء فرماتے ہیں کہ تعریف جائز ہے۔ جواب: مجبوری میں تعریف بے شک جائز ہے بلا ضرورت نہ چاہئے نیز کفر کی تعریف کے احکام کچھ اور ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ضرورتاً بیوی کو بہن فرمایا اور اس میں کفر کے معنی بھی نہ تھے۔

دوسرا اعتراض: شافعی لوگ کہتے ہیں کہ منقولہ الفاظ میں تبدیلی جائز نہیں لہذا نماز میں بجائے اللہ اکبر کے الرحمن اکبر وغیرہ کہنا منع ہے جیسے کہ بجائے انظر لاکے راعنا کہنا حرام ہے۔ جواب: اس مسئلے کو اس آیت سے کوئی تعلق نہیں راعنا کے فاسد معنی ہیں اس لئے وہ حرام ہے الرحمن اکبر میں کوئی خرابی ہے۔

تیسرا صوفیانہ: اے وہ لوگو جو فلولو ابلی کہہ کر ازل میں مومن ہو چکے ہو تم دربار یا رہیں اغیار کے سامنے راعنا وغیرہ ایسے لفظ محبت سے بھی نہ بولو کہ جس سے اغیار کو دشمنی کا موقع ملے تمہارے اور احکام میں اور دوسروں کے لئے دوسرے احکام ایسا نہ ہو کہ تمہارے مقصد سے بے خبر ہو کر لوگ یہ باتیں بولیں اور کفر میں پھنسیں۔

اہل حق اہل سنت کا ترجمان



ہندوستان کی اصطلاح ہند مدح سندھیاں را اصطلاح سندھ مدح

موسیٰ آداب داناں دیگر اند سوخت جان و روتاں دیگر اند

ہندوستان والوں کے لئے ہندوستان کی اصطلاح تعریف ہے۔ سندھیوں کے لئے سندھ کی تعریف ہند ہے۔

اے موسیٰ آداب جاننے والے دوسرے لوگ ہیں۔ جلی ہوئی جان و روح والے دوسرے لوگ ہیں۔ (مشوی اواسط دفتر دوم ۳۴ غلاب کردن حق تعالیٰ ہاموسیٰ علیہ السلام از بہر شاہ)

ضروری ہے کہ اہل شریعت صوفیائے کرام کی اصطلاح اور ان کی باتوں سے علیحدہ رہیں دانا کو چاہئے کہ سوخت جان روتاں سے دور رہے انا الحق اور سبحانی ما اعظم شأنی نہ تو ہر کوئی کہہ سکے نہ سمجھ سکے نیز دربار الہی مقام ناز ہے اور دربار مصطفائی مقام نیاز۔

باغدادیوانہ ہاشم و ہامجد ہوشیار

وہاں انا اللہ کہنے پر بھی کچھ نہیں بگڑتا اور یہاں داعنا کہنے پر ہی ایمان جاتا ہے۔ لہذا اس گلی میں ہوش سنبھال کر قدم رکھو۔

دوسری تفسیر صوفیانہ: مہربانی کا استحقاق رکھنے والا رعایت مانگتا ہے مگر جس کا کوئی حق نہ ہو وہ کرم کی نظر مانگتا ہے خریدار تا جر سے رعایت مانگتا ہے مگر بھکاری داتا سے نظر مہر کی درخواست کرتا ہے فرمایا جا رہا ہے کہ اے مومنو تم محبوب کے آستانہ میں تا جر یا خریدار بن کر رعایت مانگتے نہ آؤ بلکہ بھکاری بن کر ان کی عنایت مانگتے آؤ نہ تو بندوں کا رب پر کوئی حق ہے نہ ہمارا حضور پر کوئی استحقاق جو اے وہیں انکی عنایت ہے۔ خیال رہے کہ حضور کی عنایت کی ہر شخص کو ضرورت ہے گنہگار ہو یا پرہیزگار اور رحمت کی بارش کی ہرزین کو حاجت ہے۔ اعلیٰ زمین ہو یا معمولی اس لئے ہر مسلمان کو حکم دیا گیا۔

# شرح حدیث جبریل

نیز المصنف ہند شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی علیہ رحمۃ القوی

قسط اول

متخیل: (۱) اپنی طرز کے خلاف ہم نے یہ حدیث کتاب التفسیر کی لی ہے۔ اس لئے کہ اس میں فی خمس لا یعلمہن الا اللہ ان اللہ عنده علم الساعة کا اضافہ مسئلہ علوم غیبیہ پر بحث کی تکمیل کے لئے اس آیت پر بھی بحث ضروری تھی۔ قرطبی نے کہا یہ حدیث اس لائق ہے کہ اس کو ام السنہ کہا جائے۔ اس لئے کہ یہ احادیث کے جملہ علوم مظہرین ہیں اسی لئے امام بغوی نے مصابیح اور شرح الہ دونوں کتابوں کو اسی حدیث سے شروع کیا جیسے قرآن کریم سورۃ فاتحہ سے شروع کیا گیا کہ وہ ام الکتاب ہے۔ اجمالی طور سے قرآن کریم کے جملہ علوم پر مشتمل ہے۔ امام قاضی عیاض نے فرمایا کہ یہ حدیث تمام ظاہری باطنی عبادات کے وظائف پر مشتمل ہے خواہ ایمان ہو خواہ جوارج کے اعمال ہوں خواہ دلوں کا اخلاص ہو۔ یہاں تک کہ شریعت کے کل علوم اسکی طرف راجع ہیں اور اس سے نکلے ہیں۔ اسی اہمیت کے پیش نظر ہم اس مبارک حدیث کے جو مختلف حصے مختلف صحابہ کرام یا مختلف طرق یا مختلف کتابوں میں ہیں سب کو یکجا کر کے اپنے الفاظ میں ذکر کرتے ہیں۔

بخاری و مسلم کے علاوہ یہ حدیث بالفاظ مختلف کچھ زیادتی کی قدر سے تقدیم و تاخیر کے ساتھ خود حضرت ابو ہریرہ و نیز حضرت عمر حضرت انس حضرت جریر بن عبداللہ بکلی حضرت ابن عباس حضرت



ابو عامر اشعری اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ابو داؤد سنائی بہندی، ابن ماجہ، مسند امام احمد بن حنبل، بزار صحیح ابوعوانہ طبرانی وغیرہ میں مذکور ہے۔

حضور اقدس ﷺ بغیر کسی امتیاز کے صحابہ کرام کے ساتھ بیٹھا کرتے تھے اگر کوئی نا آشنا جنسی حاضر ہوتا، پہچان نہیں سکتا تھا، اسے پوچھتا پڑتا تھا رسول اللہ کون ہیں؟ صحابہ نے عرض کیا اگر اجازت ہو تو ہم حضور کے بیٹھنے کے لئے کوئی جگہ بنا دیں جس پر تشریف رکھیں تاکہ اجنبیوں کو پوچھنا نہ پڑے۔ اجازت ملنے پر صحابہ نے ایک چوہترہ بنا دیا۔ جس پر حضور تشریف رکھا کرتے تھے اور صحابہ اس کے پہلو میں بیٹھتے۔ ایک دن مجمع عام میں حضور اسی چوہترے پر اخیر عمر مبارک میں خلید دے رہے تھے۔ فرمایا: مجھ سے جو چاہو پوچھو۔ حاضرین پر ہیبت طاری ہو گئی جس کی وجہ سے کوئی کچھ دریافت نہ کر سکا کہ اچانک ایک صاحب پیدل چلتے ہوئے نمودار ہوئے۔ نہایت خوبصورت، انتہائی سفید و شفاف کپڑے پہنے ہوئے جس پر نام کو بھی میل نہ تھا۔ ان کے بدن سے بہترین خوشبو اٹھ رہی تھی۔ داڑھی اور بال بالکل سیاہ۔ نہ تو انکی ہیئت مسافروں جیسی تھی نہ ان پر سفر کا کوئی اثر تھا۔ تعجب یہ ہے کہ ہم میں سے کوئی انھیں پہچانتا بھی نہ تھا حاضرین نے حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھ کر کہا ہم پہچانتے نہیں یہ کون ہے؟

انہوں نے فرش کے کنارے پہنچ کر عرض کیا۔ السلام علیک یا رسول اللہ حضور اقدس ﷺ نے سلام کا جواب دیا۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کے نزدیک آجاؤں؟ فرمایا آجاؤ۔ کئی بار آنے کا اذن طلب کیا۔ ہر بار اجازت ملی وہ لوگوں کی گردنیں پھلاتے ہوئے آنحضرت کے بالکل نزدیک آکر آنحضرت کے گھٹنوں سے گھٹنے ملا کر اور اپنا ہاتھ حضور کے دائیں پر رکھ کر بیٹھ گئے۔ اور مندرجہ ذیل سوالات کئے۔

یا رسول اللہ ایمان کیا ہے؟ ارشاد فرمایا۔ ایمان یہ کہ تم اللہ اور اس کے سب فرشتوں، اس کی تمام

لہجوں اور اس کے کل رسولوں جملہ نبیوں پر اور اس کی ملاقات پر اور موت پر اور قیامت کے دن قبروں سے زندہ ہو کر اٹھنے پر ایمان لاؤ۔ حساب، میزان، جنت، دوزخ پر ایمان لاؤ اور نقد پر پر ایمان لاؤ کہ اس کا اچھا برا بیٹھا کر داسب خدا کی طرف سے ہے۔

یہ جواب سن کر اس نے کہا آپ نے سچ فرمایا حاضرین کو حیرت ہوئی سوال بھی کرتے ہیں اور تصدیق بھی کرتے ہیں۔

پھر انھوں نے پوچھا یا رسول اللہ اسلام کیا ہے؟ ارشاد فرمایا۔ اسلام یہ ہے کہ تم اس کی گواہی دو سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ یقیناً اللہ کے رسول ہیں اور فرض نماز پابندی کے ساتھ ادا کرو اور فرض زکوٰۃ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو، اگر بیت اللہ جانے کی استطاعت ہو تو حج کرو، بھرہ کرو، جنابت سے غسل کرو، کامل طریقے سے وضو کرو، اس نے عرض کیا۔ آپ نے سچ فرمایا۔ پھر پوچھا یا رسول اللہ مجھے احسان کے بارے میں بتائیے؟ فرمایا احسان یہ ہے کہ اللہ کی عبادت اس طرح کرو اس طرح اس کی خشیت رکھو گویا اسے دیکھ رہے ہو۔ اگر تم اسے نہیں دیکھ رہے ہو تو وہ تمہیں دیکھ رہا ہے انھوں نے عرض کیا آپ نے سچ فرمایا۔

پھر دریافت کیا قیامت کب آئے گی اس سوال پر حضور ﷺ نے گردن جھکا لی اور کوئی جواب نہ دیا یہاں تک کہ انہوں نے تین بار یہی سوال دہرایا۔ تو سر اقدس اٹھا کر فرمایا۔

قیامت کے بارے میں جس سے سوال کیا گیا وہ سائل سے زیادہ نہیں جانتا۔

اس کے بعد انہوں نے قیامت کی نشانیاں پوچھی۔ پایہ کہ آنحضرت نے از خود فرمایا میں تمہیں قیامت کی کچھ نشانیاں بتاتا ہوں۔ فرمایا قیامت کی نشانیاں یہ ہیں کہ باندی اپنے آقا کو جنے گی، ننگے بدن ننگے پاؤں رہنے والے، کوئلے، بھرے، حکومت کریں گے۔ بھیک مانگے، بکریوں، کالے اونٹوں کے چرواہے مخلوں میں فخر کریں گے۔



قیامت کب آئے گی یہ ان پانچ چیزوں میں سے ہے جن کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں۔ پھر آنحضور نے سورۃ لقمان کی یہ اخیر آیت تلاوت فرمائی۔

”اللہ کے پاس قیامت کا علم ہے وہ بارش برساتا ہے اور ماؤں کے پیٹ میں کیا ہے جانتا ہے اور کوئی نہیں جانتا کل کیا کیا کسی کو نہیں معلوم کہاں مرے گا اس میں کوئی شک نہیں اللہ جاننے والا بتانے والا ہے“ (سورۃ لقمان)

اس کے بعد یہ شخص چلے گئے۔ جب چلے گئے تو حضور اقدس ﷺ نے فرمایا انھیں واپس لاؤ۔ صحابہ کرام نے ہر طرف تلاش کیا مگر وہ ملے۔ اب حضور نے فرمایا تم لوگ جانتے ہو یہ کون تھے؟ یہ جبرئیل تھے۔ تم لوگوں نے اس وقت کچھ نہیں پوچھا تو یہ آئے تھے کہ تم کو دین سکھائیں۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے جب بھی جبرئیل آئے میں نے پہچان لیا۔ مگر اب کی بار نہ پہچان سکا۔ یہ واپس ہونے کے لئے جب مڑ چکے تھے جب پہچانا۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ تین دن کے بعد حضور اقدس ﷺ نے مجھ سے ملاقات کی اور دریافت فرمایا تمہیں معلوم ہے وہ سائل کون تھے۔ میں نے عرض کیا۔ اللہ اور اس کے رسول خوب جانتے ہیں فرمایا وہ جبرئیل تھے۔ تمہیں دین سکھانے آئے تھے۔

ثکات: (۴) بخاری میں جتنا حدیث کا متن ہے۔ اس پر وارد بہت سے شبہات اس حدیث کے متفرق متون کو جمع کر دینے سے دور ہو گئے۔ اسی سے یہ بھی ظاہر ہو گیا روایتوں میں جو تقدیم و تاخیر کی زیادتی ہے وہ راویوں کی طرف سے ہے کہ انہوں نے اپنی یادداشت یا ضرورت کے مطابق ذکر کیا۔

اب چند ضروری گوشوں کی توضیح باقی رہ گئی ہے وہ حاضر ہیں۔

(الف) جبرئیل اس خاص ہیئت کے ساتھ اجنبی بن کر کیوں حاضر ہوئے؟ مسلم میں حضرت انس

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہم لوگوں کو اس بات سے روک دیا گیا تھا کہ ہم حضور اقدس ﷺ سے سولات کریں اس لئے ہم لوگوں کی خواہش رات ہی تھی کہ کوئی ذہین دیہاتی آکر کچھ پوچھے اور ہم سنیں۔ اسی حدیث کا ابتدائی حصہ یہ ہے کہ اس کے باوجود حضور اقدس ﷺ نے اذن عام دے دیا تھا۔ کہ جو پوچھنا چاہو پوچھو مگر ہیبت کہ وجہ سے کوئی نہ پوچھ سکا اس لئے جبرئیل امین اجنبی بن کے حاضر ہوئے کہ صحابہ یہی سمجھیں کہ یہ کوئی دیہاتی ہیں۔ اگر صحابہ کرام کو یہ معلوم ہو جاتا کہ یہ جبرئیل ہیں تو اسکا امکان تھا کہ صحابہ پر انکی بھی ہیبت طاری ہو جاتی ہو سکتا ہے انکی زیارت میں اشہاک ہو جاتا اور ان کے سوالات و جوابات کو کا حقہ مختصر نہ رکھ پاتے۔

(ب) بچھونے کے کنارے ہی سلام کرنے کے بعد بار بار نزدیک آنے کا اذن مانگنا اس لئے تھا کہ تمام حاضرین ان کی طرف متوجہ ہو جائیں نیز یہ بتانا تھا کہ بزرگوں کے بہت نزدیک بلا انکی اجازت کے نہیں ہونا چاہئے۔ خصوصاً جب مجلس بھری ہوئی ہو۔

(ج) گردنیں پھلاتے اس لئے آئے کہ ہو سکتا ہے کہ بغیر اس کے قریب آنا ممکن نہ ہو نیز یہ بدویانہ طریقہ اس لئے اختیار کیا کہ لوگ یہی سمجھیں کہ واقعی یہ کوئی بدوی ہیں۔

(د) گھٹنے سے گھٹنے ملا کر ہذا اقدس پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے یہ بتانے کے لئے کہ تلمیذ و استاد میں جتنی موانعت ہوگی قرب ہوگا اتنا ہی زیادہ فیض ہوگا۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں طو وضع یدہ یہ علی فخذہ یہ اس میں یدہ کی ضمیر کا مرجع متعین ہے کہ رجل ہے۔ البتہ فخذہ یہ کی ضمیر میں دو احتمال ہیں ایک یہ کہ اس کا مرجع حضور اقدس ﷺ ہوں تو وہ معنی ہوں گے جو ہم نے بیان کیا دوسرے یہ کہ اس کا مرجع بھی رجل ہو تو معنی یہ ہوں گے کہ آنے والے نے اپنے دونوں ہاتھ اپنے زانوں پر رکھے۔ اسی میں ادب زیادہ ہے اور پہلے میں یکا گت کا بہت زیادہ اظہار نیز بدویت کا بھی۔ ہم نے پہلی شق اس لئے اختیار کی کہ سلیمان تمہی کی روایت میں یہ تصریح ہے۔



و صانع مدہ علی رکبہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک روایت دوسرے کی تفسیر ہوتی ہے۔ نیز بغوی اور اسماعیل حمی نے اسی پر جزم فرمایا۔ اور طبری نے اسی کو ترجیح دی۔

(۲) سفید شفاف بے داغ لباس پہن کر حاضر ہوئے اس میں اشارہ ہے کہ تلبیذ کو استاذ کے سامنے اس طرح حاضر ہونا چاہیے کہ اس کا ذہن چدار کے داغ سے ملوث نہ ہو۔

(۳) سیاہ بال جوانی کی نشانی ہے اس میں اشارہ ہے کہ طلب علم کا بہترین زمانہ جوانی ہے۔

(۴) انتہائی خوبصورت بہترین خوشبو کے ساتھ آنے میں یہ تلقین ہے کہ تلبیذ کو استاذ کے حضور اچھی سے اچھی بیعت میں حاضر ہونا چاہیے۔ جس سے اسکی طرف میلان قلب ہو ایسی بیعت سے نہ حاضر ہو کہ اسے تنگد یا غرضنا ہو۔

(۵) ایمان بالہدایہ، ایمان بالوہد، ایمان بالملئکہ و ایمان بالکتاب کی تشریح ہر مسلمان جانتا ہے اور اس کی تفصیل کتاب میں متعدد جگہ آئے گی۔ تو فیج طلب باتیں تین ہیں۔ موت پر ایمان اور اس کی ملاقات پر ایمان اور بعث آخر یا یوم آخر پر ایمان۔

(۱) موت ایک چیز ہے کہ اس کا کبھی کو یقین ہے پھر اس پر خصوصیت سے ایمان لانے کا ذکر خدا کا اس بنا پر ہے کہ موت کا یقین سب کو ضرور ہے مگر اس سے غفلت عام ہے۔ مراد یہ ہے کہ موت سے غفلت نہ برتی جائے اسے یاد رکھا جائے یا اس سے پوری دنیا کا کلیہ فہم ہو جائے مراد ہے۔

(۲) بعث سے مراد قیامت کے دن قبروں سے زندہ ہو کر اٹھنا ہے۔ اور یہ بہر حال آخر ہے۔ اب آخر صرف توفیق و تاکید کے لئے ہے۔ جیسے کہتے ہیں کامس الذہب حالانکہ امس کا معنی ہے کل گذشت کے یا اس بنا پر کہ بعث دو ہیں ایک عدم سے وجود میں آنا یا ماں کے پیٹ سے نکلیں آنا دوسرے قیامت کے دن۔ یہ دوسرا پہلے کی بہ نسبت آخر ہوا۔

(۳) یوم آخر سے مراد قیامت ہے اس کو یوم آخر اس لئے کہتے ہیں کہ جن ایام کی حد ہمیں معلوم

ان میں سب سے آخری دن ہے یوم آخر پر ایمان لانے سے مراد یہ ہے کہ قیامت کے دن ہر احوال و احوال اور معاملات پیش آئیں گے ان سب پر ایمان لانا۔ مثلاً حساب کتاب، وزنی احوال، پل صراط پر گزر، جنت دوزخ جیسا کہ حضرت ابن عباس کی روایت میں اس کی تصریح موجود ہے۔

(۲) اللہ کی ملاقات سے مراد یہ ہے کہ اس کی بارگاہ میں حاضری ضروری ہے یا یہ کہ اس کی رویت مراد ہے کہ مومنین کو اس کی زیارت ہوگی۔ جیسا کہ اس کے بارے میں احادیث مشہورہ وارد ہیں یہ اگرچہ یوم آخر کے احوال میں داخل ہے۔ مگر اہمیت کی وجہ سے اس کو علیحدہ بھی ذکر کیا۔

(۳) اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ ایمان و اسلام دونوں الگ الگ چیزیں ہیں۔ لیکن یہ کلیتہً صحیح نہیں یہاں جن امور کو اسلام بتایا وفد عبد القیس کی حدیث میں انہیں کو ایمان بتایا۔ نیز قرآن مجید میں ہے۔

فَاخْرَجْنَا مِنْ كَانَ فِيهَا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فَمَا وَجَدْنَا فِيهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ. سورة الذاریات، آیت ۲۵، ۲۶

اس بستی میں جتنے مومن تھے ہم نے سب کو باہر کیا ہم نے اس بستی میں صرف ایک گھر مسلمان کا پایا۔ لیکن اس حدیث جبریل اور دیگر احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایمان اور اسلام متغائر ہیں۔ نیز قرآن مجید ہی میں ہے۔

قَالَتِ الْأَعْرَابُ آمَنَّا قُلْ لِمَ تَقُولُوا آمَنَّا وَلَمْ يُدْخِلْنَا فِي الْأِيْمَانِ قُلْ لَمْ يَكُنْ

معمودوں نے کہا ہم ایمان لے آئے آپ فرمادو ایمان نہیں لائے ہاں یہ کہو ہم تابع ہو گئے۔ ابھی تمہارے دلوں میں ایمان کہاں داخل ہوا۔



اس آیت میں ایمان کی لٹی کر کے اسلام کا اثبات ہے اس سے ظاہر کہ ایمان اور اسلام دو الگ الگ چیزیں ہیں مگر حقیقت میں ایسا نہیں اس سے صرف یہ ثابت ہوا کہ اطلاق میں کہیں کہیں تقابیر کی برآتی ہے۔ ورنہ مفہوم دونوں کا ایک ہے۔

(یہ بات ثابت شدہ ہے) کہ ایمان تصدیق اور اقرار باللسان دونوں کا نام ہے۔ ایمان کے لغوی معنی تصدیق کے ہیں اور اسلام کے لغوی معنی تابع دار ہونے کے ہیں۔ شرع میں اسلام کے معنی ہیں اس دین کا پابند ہونا جو خدا کی طرف سے رسول اللہ ﷺ لائے۔ ظاہر ہے کہ انسان کسی دین کا پابند اسی وقت ہوگا جب اس کے اصول کو سخت جانے اور اس کے صحیح ہونے کا اقرار کرے اور یہی جانتا ایمان ہے۔ اور جب انسان کسی اصول کو صحیح جان لے گا اور اس کا اقرار بھی کر لے گا تو اس کا پابند بھی ہوگا لہذا ایمان و اسلام ایک ہوئے۔

ہاں اطلاق میں کہیں کہیں اسلام ظاہری اعمال کی ادائیگی پر بولا گیا اس لحاظ سے فرق صرف اعتباری ہوگا اس سے کسی کو انکار نہیں حدیث جبرئیل اور سورۃ حجرات کی اس آیت میں یہی اطلاق ہے ورنہ حدیث جبرئیل کا اخیر اس کا رد ہے حضور اقدس ﷺ نے ان سب کو دین فرمایا جس میں ایمان بھی داخل ہے اور خود قرآن مجید میں ہے۔

من یشغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منه اور ارشاد ہوا کہ ورضیت لکم الاسلام دینا۔ جو اسلام کے علاوہ کسی دین کو قبول کرے اسے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا تمہارے لئے دین اسلام کو میں نے پسند کیا۔

ان آیات میں صرف اسلام کو دین بتایا گیا ایمان دین سے خارج ہے؟ اگر اس کا جواب نفی میں ہے اور ضرور صرف نفی میں ہے تو ثابت ہے کہ ایمان اور اسلام دو متضاد چیزیں نہیں۔ مسلمانوں کے عرف میں بولتے ہیں فلاں ایمان لایا یا بولتے ہیں فلاں اسلام لایا۔ دونوں کے معنی بلا کسی غرض

کے ایک ہیں ہاں اطلاق کے اعتبار سے شریعت میں اس کے مابین عموم خصوص مطلق کی نسبت ہوگی ایمان اور اسلام دونوں کا ایک مفہوم پر اطلاق جیسے وفد عہد التلیس والی حدیث اور سورۃ اہل بیت کی مذکورہ آیت ہیں اسلام کا اور ایمان کا الگ الگ معنوں میں اطلاق جیسے سورۃ حجرات کی آیت میں۔

تقدیر کا مطلب یہ ہے کہ ہر بھلائی برائی اللہ عزوجل نے اپنے علم ازل کے موافق مقدر کر دی ہے جو بات جیسے ہونے والی تھی اور جو شخص جو کچھ کرنے والا تھا اللہ عزوجل اسے ازل سے جانتا تھا اسی کے مطابق لکھ دیا اب اس کے خلاف نہیں ہو سکتا بحال ہے یہ نہیں کہ اللہ عزوجل نے لوگوں کے احوال جانے بغیر جو چاہا لکھ دیا اور اب ہم اس لکھنے کی وجہ سے ویسا ہی کرنے پر مجبور ہیں۔ بلکہ مثلاً زید کے ذمے برائی لکھی۔ اس لئے کہ اللہ عزوجل کو معلوم تھا کہ برائی کرے گا اگر زید بھلائی کرنے والا ہوتا تو اس کے ذمے بھلائی لکھتا۔ اس کو یوں سمجھئے کہ اللہ عزوجل نے انسان کو جمادات پھر منکر کی طرح بے حس و حرکت بے اختیار نہیں بنایا۔ بلکہ ایک نوع اختیار بھی دیا ہے کہ کسی کام کو چاہے تو کرے۔ چاہے تو نہ کرے اسی کے ساتھ عقل بھی دی کہ وہ بھلے برے نفع نقصان کو پہچان سکے۔ اور ہر قسم کے سامان و اسباب مہیا فرمادے کہ جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو ان سامان سے کام لے اسی اختیار پر مواخذہ ہے اپنے آپ کو جمادات کی طرح مجبور شخص سمجھنا یا بالکل مختار سمجھنا دونوں گمراہی ہے۔

تقدیر کے منکرین کو نبی ﷺ نے اس امت کا مجوس فرمایا۔ وجہ شہ یہ ہے کہ مجوس دو خالق کو مانتے ہیں خالق خیر و ذراں، خالق شر اہرمن، اور قدر یہ یعنی تقدیر کے منکرین انسانوں کو اپنے افعال کا خالق مانتے ہیں انہوں نے وہی نہیں کر دیا خالق مانے۔ تقدیر و قضا ہم معنی ہیں۔ قضا کی تین قسمیں ہیں:



(۱) مبرم حقیقی: جو علم الہی میں کسی چیز پر معلق نہیں۔

(۲) معلق محض: ملائکہ کے صحیفوں میں جس کا معلق ہونا ظاہر فرما دیا گیا ہو۔

(۳) معلق شبیہ مبرم: محض ملائکہ میں جس کی تعلیق مذکور نہیں۔ مگر وہ علم الہی میں معلق ہے۔

مبرم حقیقی کی تبدیل حال ہے۔ اگر محبوبان بارگاہ اس بارے میں کچھ عرض کرتے ہیں تو انہیں اس سے روک دیا جاتا ہے مثلاً فرشتے قوم لوط پر عذاب لے کر آئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بائیں قرب و اختصاص بہت کچھ عرض و معروض کی یہاں تک کہ ان کی عرض و معروض کو قرآن کریم نے مجاہد لے سے تعبیر فرمایا۔ ارشاد ہے: یسجد لسان فی قوم لوط۔

(یعنی) "ابراہیم ہم سے قوم لوط پر جھگڑنے لگا۔" مگر چونکہ یہ عذاب مبرم حقیقی تھا اس لئے نہ روکا۔

قضاء معلق اولیاء کرام کی دعاؤں ان کی توجہ، اعمال حسہ سے نکل جاتی ہے معلق شبیہ مبرم تک عالمہ اولیاء کرام کی رسائی نہیں اکابر کی ہے جو ان کی دعا و توجہ سے نکل جاتی ہے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی کو فرمایا: انسی اورد القضاء بعد ما ابرم۔ (یعنی) "میں قضاء مبرم کو بدل دیتا ہوں۔" اور اسی کو حدیث میں فرمایا گیا: ان الدعاء یورد القضاء بعد ما ابرم (یعنی)

"دعا قضاء مبرم کو نال دیتی ہے۔"

تقدیر کے مسائل عقول متوسط کی دسترس سے باہر ہیں مادہ شاکس گنتی میں حضرت صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اس میں بحث کرنے سے روک دیا گیا اس میں زیادہ غور و خوض بحث و تحقیق بہت نقصان دہ ہے اور حقیقت یہ ہے کہ یہ مسئلہ استدلالی نہیں صرف کشفی ہے لیکن مشکل یہ ہے کہ یہ مسئلہ جتنا ہی دقیق اور عام عقول کی دسترس سے بالاتر ہے اتنا ہی لوگ اس میں کرید کی کوشش کرتے ہیں اسے عام فہم سے قریب کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ جو کہا جاسکتا ہے وہ یہ ہے ہم چلتے ہیں پھرتے ہیں اٹھتے ہیں بیٹھتے ہیں کھاتے ہیں پیتے ہیں زندگی کے روزمرہ

اہل حق اہل سنت کا ترجمان

حوالات میں مشغول رہتے ہیں یہ ہم اپنے ارادے اور اختیار سے کرتے ہیں ہم جو چاہتے ہیں کھاتے ہیں جو نہیں چاہتے ہیں نہیں کھاتے پیتے ہم جہاں چاہتے ہیں جاتے ہیں اور جہاں نہیں چاہتے ہیں نہیں جاتے وغیرہ وغیرہ۔

اس کے برخلاف رعشے کی بیماری والا ہے کہ وہ لاکھ چاہے کہ اس کا سر اور اس کا ہاتھ اس کا پاؤں نہ ہے مگر وہ روک نہیں سکتا فالج زدہ، مفلوج، عضو کو لاکھ چاہے حرکت نہیں دے سکتا اس کے برخلاف ایک جگر دست انسان جب چاہے جس عضو کو چاہے حرکت دے سکتا ہے حرکت سے روک سکتا ہے جگر دست کی حرکات و سکنات رعشہ اور فالج زدہ کی طرح ہے اختیار کی نہیں۔۔۔ مگر اس اختیار کے باوجود روزمرہ دیا ہوتا رہتا ہے کہ ایک انسان ایک بات کو چاہتا ہے اس کے لئے لاکھ جتن کرتا ہے سب تدبیریں کر ڈالتا ہے مگر وہ کامیاب نہیں ہوتا اس سے سمجھ میں آیا کہ ہمیں اختیار بھی ہے قدرت بھی مگر بالکل نہیں ہمارا اختیار ہماری قدرت کسی اور قدرت والے اختیار والے کے ماتحت ہے یہی تقدیر ہے۔ (جاری ہے)

### شیعہ ذاکرین "شیعہ مجتہد" کی نظر میں

شیعہ مجتہد مولوی محمد حسین دہلوی شیعہ ذاکرین کے کثرت ذکر کرنے کے بعد لکھتا ہے:

اب بالانصاف ناظرین فرمائیں کہ اس واقعہ سے ان تا جبران خون حسین کی تردید ہے یا تائید؟ جو اہل ایمان کی عورتوں کے زیورات تو کجا وہ تو کہتے ہیں اپنی عورتیں بھی فروخت کرنا پڑیں تو مگر ہماری مقررہ فیس میں کمی نہ کرو ایک اور منبر کے اجارہ دار لکھتے ہیں۔ "اگر کوئی شخص بخوشی بطور نذرانہ دے تو بطور جبرائے وصول کیا جائے۔"

(اصلاح الجالس والجالس، ص ۳۱، مکتبہ اسطین سرگودھا)

اہل حق اہل سنت کا ترجمان



# علیت امام اعظم اور مسئلہ تقلید

مناظر اسلام مولانا عبد المجید سعیدی حفظہ اللہ

بسم الله الرحمن الرحيم

لحمده ونصلی و نسلم علی رسولہ الکریم و علی الہ واصحابہ اجمعین۔

س نمبر ۱۔ ہمارے اسکول میں کچھ ٹیچرز غیر مقلد ہیں جنہوں نے یہ اعتراضات کئے ہیں کہ

۱۔ امام ابوحنیفہ محاذ اللہ کم علم تھے۔

۲۔ خصوصاً علم حدیث میں وہ کمزور تھے جس کی ایک دلیل یہ ہے کہ انہوں نے اس موضوع پر کوئی کتاب نہیں لکھی۔

۳۔ نیز تقلید ائمہ کی شریعت میں کوئی گنجائش نہیں بلکہ یہ شرک ہے۔

پہلی فرصت میں جواب دے کر ممنون فرمائیں۔ سائل ماسٹر نیاز احمد قادری۔ ترمذی سوائے خان۔

جواب نمبر ۱۔ حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر مخالفین کا یہ اعتراض آپ کے ساتھ

انکے حسد و عناد اور بغض و عداوت کی بناء پر ہے اور حقیقت یہ ہے کہ متعصبین و معاندین اور

حاسدین کے سوا ہر دور کے تمام منصف مزاج اہل علم آپ کے علمی لوہے کے قائل اور اس امر پر

شقیق ہیں کہ آپ بفضلہ تعالیٰ بلا سبب شریعت و طریقت کے جامع، علوم نبویہ علیہ الصلوٰۃ والسلام

کے صحیح وارث، فنون عقلیہ و نقلیہ کے بحرِ خاں، فقہ اسلامی کے مدون و مؤسس اول، قرآن کے

حافظ و قاری، حدیث کے لامثنائی عالم، مفاہیم کتاب و سنت کے پاسبان و محافظ، علماء و راہبین کے

اہل حق اہل سنت کا ترجمان

و شہرہ و عرفاء و کلماء کے امام اور علمی میدان میں نہ صرف اپنے اہل زمانہ سے سابق و فائق ہیں بلکہ آپ کے بعد بھی آپ سے بڑھ کر چشم فلک نے کوئی عالم نہیں دیکھا اور آپ مجتہد اعظم ہیں اسی لئے امت نے آپ کو امام اعظم کا لقب دیا ہے چنانچہ

(۱) امام اہل مدینہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا ”وہ ایسے زبردست عالم ہیں کہ اگر مٹی کے ستون کو سونے کا کہہ دیں تو اسے دلائل و براہین اور اپنی قوت استدلال اور مناظرانہ بصیرت کے ذریعہ سے سونے کا ستون ثابت کر سکتے ہیں۔“ (حوالہ کیلئے ملاحظہ ہو۔)

لبیض الصحیفہ ص ۱۲۰ مشمولہ طحاوی شریف۔ از امام سیوطی شافعی۔ السعیرات الحسان عربی ص ۵۔ ۱۲۸ از امام ابن حجر مکی شافعی متوفی ۷۶۳ھ۔

(۲) امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ اور آپ کے فیض یافتہ امام احمد شہین، امیر المؤمنین فی الحدیث امام عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے بارے میں فرمایا ”نہ صرف کوفہ بلکہ مشرق و مغرب میں اور پوری روئے زمین پر چشم فلک نے آپ جیسا عالم نہیں دیکھا“ قرآن دانی علمی بصیرت میں آپ سب سے فائق ہیں۔ آپ کی علیت کے منکر احمق و بیوقوف ہیں اور آپ پر اعتراض کرنے والے آپ کے ساتھ بے جا تعصب رکھنے والے اور معاند و حاسد ہیں اور آپ پر کئے گئے ان بے ہودہ اعتراضات کا کوئی ثبوت نہیں۔ (ملاحظہ ہو۔) (لبیض الصحیفہ ص ۱۳۳ از امام سیوطی)

(۳) شہاد بن حکیم اور مکی بن ابراہیم نے فرمایا ”آپ کے زمانہ میں کوئی ایک بھی ایسا عالم نہیں جو علم میں آپ سے بڑھ کر ہو“۔ (مناقب الامام ۱۸۔ ۱۱۹ از ذہبی)

(۴) علی بن حاصم نے فرمایا ”اگر آپ کے اہل زمانہ علماء اور آپ کے علم کا موازنہ کیا جائے تو آپ

اہل حق اہل سنت کا ترجمان



کا پلہ بھاری رہے گا۔" ملاحظہ ہو۔ (تبیض الصحیفہ ص ۱۱۹-۱۲۰ از امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ)۔  
(۵) امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: دین فہمی میں سب علماء آپ کے خوشہ چیں ہیں۔ پس جو دین کی سمجھ کے حصول کا خواہش مند ہو۔ اسے چاہئے کہ وہ آپ اور آپ کے تلامذہ و اصحاب کی خدمت میں بیٹھے اور ان سے فیض حاصل کرے۔ ملاحظہ ہو۔ (تبیض الصحیفہ ص ۱۳۰-۱۳۱)۔  
۱۳۲۔ الخیرات الحسان ص ۵-۲۹ مناقب الامام اعظم ص ۱۸-۱۹ الاکمال فی اسماء الرجال ص ۶۲۵ از صاحب مشکوٰۃ

(۶) صاحب مشکوٰۃ امام ابو عبد اللہ حمزہ ریڑی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۴۰۷ھ فرماتے ہیں: "آپ بہت بڑے متقی و با عمل نہایت درجہ عبادت گزار و تارک الدنیا اور علوم شریعت کے زبردست عالم تھے۔" میں نے اپنی اس کتاب میں آپ کا ذکر محض آپ کے وفور علم بلند علمی مقام کے باعث اور محض آپ کے نام کی برکت حاصل کرنے کی بناء پر کیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔ (الاکمال فی اسماء الرجال ص ۶۲۵، مشمولہ مشکوٰۃ الصحاح طبع کراچی)

(۷) غیر مقلدین کے امام اور شیخ الفکر مولوی نذیر حسین دہلوی نے آپ کی علمیت کا لوہا مانتے ہوئے آپ کو "امام اعظم" کہا ہے۔ ملاحظہ ہو۔ (آقاوی نذیر حسین ص ۱۶۹ طبع گوجرانوالہ، لاہور)۔  
(۸) اس کے علاوہ دہلوی کے "سلسلہ امام ابن کثیر نے بھی اپنی کتاب (البدایہ والنہایہ) میں آپ کی علمیت کو تسلیم کرتے ہوئے آپ کی دینی خدمات کو زبردست خراج تحسین پیش کیا ہے۔ حیث قال "احد النعمۃ الاسلام ولسادة الاعلام واحد الارکان العلماء واحد للنعمۃ الاربعة اصحاب المذاهب المبرورة۔" (بحوالہ تاریخ الامم و الامم ص ۶۳)

خلاصہ یہ ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی علمیت کا انکار، غیر مقلدین و غیر ہم خانہ فہم کا آپ کے ساتھ بغض و عداوت اور حسد و عناد کی بناء پر ہے اور یہ ایسا جھوٹ ہے جس کی جتنی مذمت

لا جائے کم ہے۔ اور حقیقت یہ ہے شخصین، حاسدین اور معاندین کے سوا ہر دور کے تمام اہل علم و صرف آپ کے علم و فضل کے قائل بلکہ آپ کی خوشہ چینی کو بھی سعادت سمجھتے ہیں۔

**جواب اعتراض نمبر ۲:** یہ اعتراض بھی غیر مقلدین و غیر ہم خانہ فہم کا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بغض و حسد اور عناد کی بناء پر ہے کہ اگر آپ کو علم حدیث آتا ہوتا تو آپ نے احادیث کا کوئی مجموعہ تیار کر کے حدیث کی کوئی کتاب بھی لکھی ہوتی اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ اولاً: کسی علم پر کسی کا کوئی کتاب نہ لکھنا اس امر کو قطعاً مستلزم نہیں ہے کہ وہ اس علم سے بے بہرہ ہو یاں تو حضرت سیدنا صدیق اکبر، سیدنا فاروق اعظم، سیدنا عثمان غنی، سیدنا علی المرتضیٰ اور سیدنا عبد اللہ بن مسعود (وغیرہم) جیسے جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے بھی کسی نے احادیث کے حوالہ سے کوئی کتاب نہیں لکھی (ومن ادعیٰ فعلیہ البیان بالبرہان) تو کیا غیر مقلدین و سیدہ نبوت سے براہ راست علم و فضل کے حاصل کرنے والے ان اساطین اسلام کو بھی محض احادیث کا مجموعہ تیار نہ کرنے کی بناء پر علم حدیث سے (خاک بدین ایشاں) بے بہرہ قرار دے کر اپنے رفض و خروج کا ثبوت مہیا کریں گے۔

ثانیاً: علاوہ ازیں امام اعظم پر غیر مقلدین کا یہ اعتراض تب درست ہوتا کہ جب وہ رسول اللہ ﷺ کی کوئی ایسی حدیث پیش کرتے جس میں آپ ﷺ نے اپنی احادیث کے جاننے والے علماء پر انہیں کتابی شکل دیکر شائع کرنے کو فرض و واجب قرار دیا ہو۔ جب علم حدیث پر الفاظ حدیث لکھ کر شائع کرنے کی فریضت و وجوب اور اس کا ضروری ہونا ہی سرے سے کسی دلیل شرعی سے ثابت نہیں تو اس حوالہ سے امام اعظم علیہ الرحمۃ پر غیر مقلدین کا یہ اعتراض کیونکر درست ہو سکتا ہے؟ اور اسے غیر مقلدین کی ہٹ دھرمی نہ کہا جائے تو اور کیا کہا جائے؟

ثالثاً: اصل بات یہ تھی کہ آپ کے زمانے میں حدیث کے الفاظ کے محافظ بکثرت تھے جنہیں



محدث کہا جاتا تھا۔ لیکن قرآن و سنت کے مفاہیم کے محافظ (یعنی اس کو کتابی شکل میں مدون کرنے کی جانب توجہ دینے والے) بہت کم تھے جیسے موجودہ زمانہ میں الفاظ قرآن کے حافظ تو بہت ہیں مگر اس کا معنی اور اس کی صحیح تفسیر جاننے والے اتنے گلیل ہیں کہ گویا نہ ہونے کے برابر ہیں۔ پس آپ کو یہ فکر لاحق ہوئی کہ اگر قرآن و سنت کا معنی محفوظ کر کے کتابی شکل نہ دی گئی تو دین کا نقصان عظیم ہوگا اور گمراہی کے لوگ قرآن و سنت کی من مانی تاویلات کر کے لوگوں کو گمراہی میں ڈالنے کی کوشش کریں گے۔ پس آپ نے امت مسلمہ پر احسان عظیم فرماتے ہوئے اس شعبہ کو سنبھالا اور قرآن و سنت کو سمجھنے کے لئے جن علوم و فنون عربیہ و شرعیہ کی ضرورت پڑتی ہے باوجود یہ کہ آپ خود بھی ان کے زبردست عالم و ماہر تھے مگر پھر بھی احتیاط کے تقاضے پورے کرتے ہوئے آپ نے اپنی سربراہی میں ان علوم کے مختلف ماہر قسم کے درجنوں علماء کی ایک کمیٹی تشکیل دی اور طہارت سے لے کر میراث تک کے مسائل میں ہر مسئلہ کے متعلق وارد شدہ متفرق دلائل شرعیہ (آیات و احادیث) کو یکجا کر کے اجتماعی غور و خوض کے بعد ان کا خلاصہ کتابی شکل میں مدون فرمایا۔ ملاحظہ ہو (نبیض الصحیفہ ۱۲۴- مناقب الامام اعظم ص ۶۸)

لیکن چونکہ یہ عظیم کام آپ کی سربراہی میں ہوا اس لئے اس خلاصہ کو آپ کی نسبت سے ”فقہ حنفی“ کہا جانے لگا جیسے احادیث مرفوعہ رسول ﷺ کے ارشادات ہیں مگر ان کے مجموعے، ان کے جامعین سے منسوب ہیں اور محدثین کی نسبت سے انہیں مثلاً بخاری مسلم وغیرہما کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور کوئی بھی نہیں کہتا کہ یہ حدیثیں جو ان محدثین سے منسوب ہیں وہ ان کی اپنی بنی ہوئی ہیں۔ پس فقہ حنفی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتی رائے کا نام نہیں ہے بلکہ قرآن و سنت و دلائل شرعیہ کے خلاصہ اور نچوڑ کا نام ہے۔ وہ خلاصہ آپ کے دوسرے تلامذہ کے علاوہ آپ کے ایک عظیم شاگرد حضرت امام محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ نے جمع فرمایا جنہیں ”ظاہر الروایۃ“ کہا جاتا

ہے جن کے نام یہ ہیں۔ (۱) جامع صغیر (۲) جامع کبیر (۳) سیر صغیر (۴) سیر کبیر (۵) مبسوط (۶) زیادات۔ جن کے مندرجات امام سے بطریق تواتر ثابت ہیں اور آپ کے بعد سے آج تک محفوظ و متداول ہیں۔ چاہئے تو یہ تھا کہ اس عظیم دینی خدمت پر آپ کا شکر یہ ادا کیا جاتا ہے مگر

چشم بد اندیش کہ بر کندہ باد  
عیب نماید شہنشاہ نظر

ترجمہ: دشمن کی آنکھ اندھی ہو کر اسے اپنے مد مقابل کا ہنر بھی عیب نظر آتا ہے۔

رابعا: غیر مقلدین سمیت آپ کے تمام مخالفین بھی مانتے ہیں کہ آپ علم فقہ میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے اور اس علم میں آپ کے زمانہ اور مابعد کے سب علماء آپ کے خوشہ چیں ہیں۔ پس فقہ کا ماہر ہونا ہی آپ کے قرآن و حدیث کے زبردست عالم ہونے کا ثبوت ہے کیونکہ فقہ قرآن و حدیث کے خلاصہ ہی کا نام ہے اور دلائل شرعیہ سے مسائل اخذ کرنے کے علم کے مؤسس آپ ہی ہیں۔ پس آپ کو بہت بڑا فقیہ ماننے کے باوجود آپ کو معاذ اللہ عز و جل علم حدیث سے بے بہرہ کہنا ایسا ہے جیسے یہ کہہ دیا جائے کہ غیر مقلدین دیکھتے تو ہیں مگر آنکھوں سے فارغ۔

خلاصا: علاوہ انہیں آپ نے جن اساتذہ و مشائخ سے قرآن و سنت کا علم اخذ فرمایا ان کی تعداد چار ہزار ہے اور وہ بھی صرف آپ کے وہ اساتذہ ہیں جو تابعین کرام میں سے ہیں۔ ملاحظہ ہو (الخیرات الحسان ص ۲۳) پس آپ کے اساتذہ کی کثرت آپ کے وفور علم کی دلیل ہے۔ اس لحاظ سے بریکیل جنرل اگر آپ نے اپنے ان اساتذہ میں سے ہر ایک کے پاس ایک ایک حدیث بھی پڑھی ہو تو چار ہزار حدیثیں تو یہی بن جاتی ہیں۔ لہذا جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ آپ کو صرف سترہ حدیثیں آتی تھیں انہیں قیامت کے بھیا تک منظر اور خدا عز و جل کی قیامت سے ڈرتے رہنا چاہئے۔



مساوئاً: بحمد اللہ تعالیٰ آپ حدیث کے الفاظ کے شعبہ کی خدمت سے بھی بہرہ مند ہیں اور آپ کی روایت کردہ کچھ احادیث کے مجموعے بھی موجود ہیں۔ مثلاً جامع المسانید، کتاب الآثار وغیرہ۔ جبکہ اس حقیقت سے کسی کو بھی انکار نہیں ہے کہ اس زمانہ میں اسمائہ کے فرمودات اور ان کی بیان کردہ روایات کو عموماً ان کے تلامذہ ہی کتابی شکل دیا کرتے تھے۔

مسابغاً: خود مصنف مزاج غیر مقلد علماء نے بھی امام اعظم علیہ الرحمۃ پر اس اعتراض کے وارو ہونے پر اپنے غیر مقلد جہلاء کو بہت کوسا اور سخت دست کہا ہے۔ یہاں تک کہ بعض تو یہ بھی کہہ گئے ہیں کہ امام اعظم علیہ الرحمۃ کی بے ادبی کرنے والوں اور آپ کے مناقب کے منکروں کا خاتمہ بالخیر نہیں ہوتا۔ ملاحظہ ہو (تاریخ اہل حدیث ص ۲۷-۲۸ بحوالہ مقام ابی حنیفہ)

رج۔ اعتراض نمبر ۳۔ شرعی احکام پر علم پیرا ہونا ہر مکلف مسلمان پر فرض ہے جس کی دلیل وہ تمام آیات اور احادیث ہیں جن میں ہر مرحلہ پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت اور فرمانبرداری کا حکم دیا گیا ہے جو کسی باشعور مسلمان پر فحش نہیں۔ اس صورت میں ظاہر ہے جو شخص بے علم ہو اسے کسی معتد اہل علم سے دریافت کر کے ہی شرعی احکام پر عمل کرنا چاہئے کیونکہ وہ خود قرآن و حدیث سے اپنے مسائل کا حل نکالنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ جدید اصطلاح میں اس کا نام تقلید ہے۔ پس مطلق تقلید فرض ہوئی۔ لہذا اسے شرک کہنا فرض کو شرک یا شرک کو فرض قرار دینے کے مترادف ہے جو خود شرک ہے۔

غلاوہ ازیں اس تقلید کو شرک کہنا اس لئے بھی غلط ہے کہ وہ شرک کی حد میں شامل ہی نہیں کیونکہ اسلام کی اصطلاح میں شرک یہ ہے کہ کسی غیر خدا کو خدا مانا جائے یا اس طور کہ اسے واجب الوجود یا مستحق عبادت سمجھا جائے۔ غیر خدا کو واجب الوجود ماننے کا مطلب یہ ہے کہ اسے ازلی وابدی مانا جائے یعنی اس کے متعلق یہ عقیدہ رکھا جائے کہ وہ اس طرح ہمیشہ رہے گا نہ تو کبھی معدوم تھا اور نہ

اس پر کبھی فنا طاری ہوگی جیسا کہ مجوسیوں کا عقیدہ ہے۔ اور کسی غیر خدا کو مستحق عبادت اور خدا (عزوجل) کی کسی صفت میں شریک سمجھنے کا مطلب یہ ہے کہ کسی کو صاحب کمال مان کر اس کے اس کمال میں اسے خدا (عزوجل) کا محتاج نہ سمجھے۔ اس کے بارے میں یہی عقیدہ رکھ کر اس کا کوئی کہنا ماننا اور اس کی تعظیم کرنا، اس کی عبادت ہے جیسا کہ بت پرستوں کا عقیدہ ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ عوام مسلمین اور غیر مجتہدین کے لئے ائمہ دین اور مجتہدین اسلام کی تقلید کو شرک کہنا ہرگز درست نہیں بلکہ قطعاً غلط، نہایت درجہ بے جا اور سراسر ظلم و زیادتی ہے۔

مقلدین سے سوال:-

اگر وہ صاحب پھر بھی نہ مانیں اور اس تقلید کو شرک ہی کہنے پر ڈٹے رہیں تو آپ ان سے یہ سوال کر سکتے ہیں۔

(۱) ایک مسلمان ان پڑھ ہو، یا معمولی پڑھا لکھا ہو کہ اس میں اتنی صلاحیت ہی نہ ہو کہ وہ اپنی ضرورت کے شرعی مسائل، دلائل شرع سے خود نکال کر اس پر عمل کر سکے تو اس کو شریعت مطہرہ کے احکام پر کس طرح عمل پیرا ہونا چاہئے یعنی دوسری صورت میں دوسروں سے پوچھ کر عمل کرنا اس پر فرض ہے یا نہیں؟ چھوٹ تو ظاہر ہے کہ اسے نہیں دی جاسکتی کیونکہ وہ مسلمان ہونے کی وجہ سے خدا (عزوجل) کے فرائض کا پابند ہے۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ اس پر دوسروں سے پوچھ کر عمل کرنا ضروری ہے تو یہی تقلید ہے۔ جبکہ تقلید تمہارے نزدیک نہ صرف ناجائز اور حرام بلکہ کفر و شرک ہے۔ گو یا وہ شرعی کام پر عمل نہ کرے تو ترک فرائض کی وجہ سے دوزخی قرار پاتا ہے اور اگر عمل کرتا ہے تو تمہارے بقول تقلید کرنے کی وجہ سے دوزخ کا ایندھن بنتا ہے۔ پس اس کے لئے اس گناہ اور کفر و شرک سے بچ کر احکام شرع پر عمل کرنے کی کیا صورت ہے؟ واضح آیات اور صحیح سراج حدیث سے اس کا تسلی بخش جواب درکار ہے۔



(۲) جو غیر مقلدین ان پڑھ ہیں وہ شرعی احکام پر کسی طرح عمل کرتے ہیں۔ ظاہر ہے ان پڑھ اور جاہل ہونے کے باعث ان میں اتنی صلاحیت تو ہے نہیں کہ وہ خود قرآن و سنت سے مسائل اخذ کر کے ان پر عمل کر سکیں یا کسی دلیل شرعی کو سمجھ سکیں تو یقیناً وہ اپنے غیر مقلد مولویوں کے فتوؤں پر ہی اعتماد کر کے ان پر عمل کرتے ہیں۔ اس صورت میں کسی کا اسے دلیل شرعی پڑھ کر سنانا نہ سنانا ان کے لئے برابر اور گمراہی کے آگے مری بھانے کے مترادف ہے۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ غیر مقلدین کے عوام اپنے مولویوں کے مقلد ہیں۔ پس ہمیں قرآن کی ایسی صریح آیت یا رسول اللہ ﷺ کی کوئی ایسی صحیح اور واضح حدیث دکھانی جائے جس میں یہ بتایا گیا ہو کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ ائمہ دین کی تقلید تو ناجائز و حرام بلکہ کفر و شرک ہے مگر غیر مقلد مولویوں کی تقلید عوام کے لئے نہ صرف جائز بلکہ اہم فرائض سے ہے۔

(۳) غیر مقلدین کے لئے دار عالم مولوی وحید الزماں غیر مقلد حیدر آبادی نے اپنی کتاب ہدیۃ الہدی عربی ص ۱۱۱ اور نزول الابرار ص ۷ طبع بنارس میں لکھا ہے کہ۔ "لابد للعامة من تقلید العلماء" یعنی جسے قرآن و سنت سے مسائل اخذ کرنے کی صلاحیت نہ ہو تو اس پر ضروری ہے کہ وہ علماء کی تقلید کرے۔ پس قرآن و سنت کی روشنی میں ہمیں بتایا جائے کہ غیر مقلد مولوی صاحب موصوف، تقلید کو ضروری قرار دے کر تمہارے فتویٰ کے مطابق مشرک ہوئے ہیں یا نہیں؟ ہو۔ ہیں تو ہمیں اس کی تحریر مہیا کرو۔ نہیں تو پھر ہم کیوں مشرک ہیں؟

والحمد لله رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین سیدنا و مولانا محمد و علی الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔

# تحریفِ قرآن

مناظرِ اہلسنت مولانا غلام علی فاروقی حفظہ

قسط اول

نمبر ۱:- مذہب شیعہ کے عقیدے کی بنیاد اس بات پر ہے کہ حضور اکرم ﷺ پر نازل شدہ موجودہ قرآن تحریف شدہ ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کہ جنہیں آپ ﷺ نے دین سکھایا معاذ اللہ وہ ساری کی ساری جماعت جھوٹی تھی بعد از رسول اکرم ﷺ مرتد ہو گئی صرف حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھ صرف چار بچے (ان کے حوالہ جات بعد میں آئیں گے)

نمبر ۲:- مذہب شیعہ کا عقیدہ اور ان کے تمام علماء و مجتہدین کا اتفاق ہے کہ موجودہ قرآن کو جمع کرنے والے خلفاء ثلاثہ تھے اور ان کے ہی ذریعہ دنیا میں پھیلا اور چونکہ یہ غیر معصوم، متعصب، منافق اور (معاذ اللہ) شریعت کے مخالف تھے لہذا ان کا جمع کیا ہوا قرآن کیونکر صحیح ہو سکتا ہے؟ (شیعہ اماموں سے اس کی تصدیق کہیں نہیں ملتی)

نمبر ۳:- دشمن دین کے ہاتھوں سے جو چیز ملے اور دشمن بھی وہ جو خائن، کاذب، منافق، اور متعصب ہو اور تحریف دین کے درپے بھی ہو، صاحب اقتدار بھی ہو اور ایسی قوت کا مالک ہو کہ بے بنیاد چیز کو مستحکم اور باطل کو حق بنا سکے وہ چیز کیونکر قابل اعتماد ہو سکتی ہے۔

چنانچہ شیعہ کا دعویٰ ہے کہ خلفائے ثلاثہ کی خلافت جھوٹی اور بے بنیاد تھی مگر انہوں نے



اپنی قوت سے سب کو اس بھوت پر متفق کر لیا تھا۔ حضرت علی کی بیعت نہ پر غم متواتر تھی اس کو بے بنیاد بنا دیا لہذا ان کا جمع کیا ہوا قرآن کیونکر صحیح تسلیم کیا جاسکتا ہے۔

نمبر ۷: شیعہ کی مستند اور معتبر ترین کتابیں اس مضمون کی روایتوں سے بھری پڑی ہیں کہ شیعہ کے ائمہ معصومین و مفترض الطہار نے فرمایا کہ اس موجودہ قرآن میں سے بے شمار آیتیں اور سورتیں نکال دی گئی ہیں، الفاظ و حروف بدل دیئے گئے ہیں، قابل نفرت اور خلاف فصاحت و بلاغت عبارتیں داخل کر دی گئیں ہیں اور اس کی ترتیب خط و بے ربط بنا دی گئی ہے اور یہ قرآن بجائے دین کے بے دینی کی تعلیم دیتا ہے اور اس میں کفر کے ستون قائم کئے گئے ہیں اس میں رسول اللہ ﷺ کی سخت توہین کی گئی ہے قرآن قابلِ اہتبار نہیں۔

شیعہ کتب میں قرآن کی تحریف کے سلسلہ میں جو روایات بیان کی گئی ہیں ان کے متعلق اکابر علمائے شیعہ کا اقرار ہے کہ

(۱) یہ روایات تحریف قرآن مذہب شیعہ کی ایسی معتبر کتب میں موجود ہیں جن پر شیعہ مذہب کا دارومدار ہے۔

(۲) یہ روایات کثیر التعداد ہیں زائد دو ہزار ہیں اور روایات امامت سے کم نہیں ہیں۔

(۳) یہ روایات تحریف قرآن پر ایسی صاف اور صریح دلالت کرتی ہیں کہ ان میں کسی قسم کی تاویل کی گنجائش نہیں رہتی۔

(۴) یہ روایات صحیح اور متواتر ہیں۔

(۵) ان روایات تحریف کے مطابق شیعہ کا عقیدہ بھی یہی ہے کہ قرآن مخرف ہے۔

(۶) تحریف قرآن کا عقیدہ ضروریات مذہب شیعہ سے ہے اور ضروریات دین کا انکار کرتا بھی کفر ہے۔

اہل حق اہل سنت کا ترجمان

(۷) شیعہ کا یہ اقرار بھی ہے کہ تحریف قرآن کا عقیدہ جس طرح مطابق نقل ہے اسی طرح مطابق عقل بھی ہے۔

یہاں یہ بات واضح کر دینا ضروری ہے کہ اگر اہل سنت کی کتابوں میں سے کوئی روایت جو اختلاف قرأت یا نسخ کے متعلق ہوا ہے آڑ بنا کر شیعہ یہ کہیں کہ دیکھو اہل سنت بھی تحریف کے قائل ہیں تو شیعہ کی یہ بات صرف اس صورت میں قابل تسلیم ہے کہ اکابر علماء اہل سنت کی طرف سے یہ بات (۷) اقرار پیش کئے جائیں۔

روایات تحریف قرآن:

شیعہ کی مشہور زمانہ کتاب "اصول کافی" جس کی تحریف ایرانی شیعہ انقلاب کے بانی خمینی صاحب ہمیشہ کرتے رہے اور اپنی برادری کو اس کے پڑھنے کی تلقین کرتے رہے۔ شیعہ کی تمام کتابوں سے زیادہ اسی کتاب کی عربی وارد و شروحات لکھی گئیں ہیں کیونکہ اس کتاب کے مولف یعقوب کلینی لکھ کر امام غائب کے پاس لے گئے تو امام نے دیکھ کر فرمایا "ہذا کفای لشیعۃ" یہ کتاب ہمارے شیعوں کے لئے کافی ہے۔ کیونکہ اس کتاب کی تصدیق امام غائب نے کر دی ہے لہذا اس کا ہر مسئلہ وحدیث شیعہ کے ہاں معتبر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کی شرح ظفر حسن (کراچی) نے لکھی تو اس کے مقدمہ میں تحریف میں بیس صفحات اپنے سیاہ نامہ اعمال کی طرح سیاہ کئے ہیں۔

بہر حال سب سے اول اسی کتاب کے حوالہ جات نقل کرتے ہیں کیونکہ اس کتاب میں صلیحہ ۴۵ جلد اول میں ایک پورا باب باندھا گیا ہے جس کا عنوان ہے "انہ لم یجمع القرآن کلمۃ الا لالہ علیہم السلام" یعنی یقیناً پورا قرآن اماموں کے بغیر کسی نے جمع نہیں کیا۔ پھر اسی عنوان کے ساتھ معنف موصوف جو آئمہ کی طرف منسوب روایات لایا ہے ان میں سے

اہل حق اہل سنت کا ترجمان



چند اہل واثق و متواضع فرمائیں۔ عربی عبارت مع ترجمہ۔

نوٹ: ضروری وضاحت: اشیعہ کتب میں آنحضرت کی طرف جو روایات منسوب ہیں حقیقتاً یہ ان کے فرامین ہیں اور نہ ان کا ایسا عقیدہ تھا۔ یہ شیعہ مولویوں کی من گھڑت کہانیاں ہیں جو کہ انہوں نے قوم کو بیوقوف بنانے کے لیے گھڑ رکھی ہیں۔ آئیے اصل موضوع کی طرف چلتے ہیں۔  
(۱) عن جابر قال سمعت ابا جعفر عليه السلام يقول ما ادعى احد من الناس انه جمع القرآن كله كما انزل الا كذاب وما جمعه وحفظه كما انزل الله تعالى الا علي بن ابي طالب.

حضرت جابر فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر سے سنا کہ جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ اس نے پورا قرآن جمع کیا تو وہ جھوٹا ہے کیونکہ پورا قرآن سوائے حضرت علی بن ابی طالب کے کسی نے جمع نہیں کیا نہ یاد کیا ہے۔

(۲) عن ابي جعفر عليه السلام انه قال ما يستطيع احد ان يدعى ان عنده جميع القرآن كله ظاهره وباطنه غير الاوصياء.

امام محمد باقر فرماتے ہیں کہ کوئی شخص یہ دعویٰ کرنے کی قوت نہیں رکھتا کہ اس کے پاس سارا قرآن موجود ہے ظاہر اور باطن سوائے اماموں کے۔

قارئین کرام!

(۱) رسول اللہ ﷺ نے قرآن مجید کے جمع کرنے اور حفاظت کرنے کا کام کوئی ایسا اہم نہیں سمجھا تھا کہ اس کا اہتمام فرماتے۔

(۲) یہ کام حضرت علی نے اذخو کیا۔

(۳) قرآن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہدایت کے لئے مخصوص تھا اس لئے صرف انہیں سنایا گیا۔

اہل روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن صرف ائمہ کے پاس موجود ہے جو اپنے پاس مکمل قرآن کا دعویٰ کرتے وہ جھوٹا ہے۔

یہ امام حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی قرآن کو عام مسلمانوں کی ضرورت کی چیز تصور نہیں کیا اس لئے اسی پر اکتفاء کیا کہ دوسرے امام کے سپرد کر دیں اور اس طرح پوری رازداری سے یہ بعد دیگرے اماموں کے سپرد کیا جاتا رہا۔ اب وہ اصل قرآن امام مہدی بغل میں لئے بیٹھے ہیں۔ اب وہ آئیں گے اصلی قرآن کا دیدار نصیب ہوگا۔

(۴) کسی امام صاحب نے بھی یہ قرآن اللہ کے بندوں تک پہنچانا مناسب نہ سمجھا۔

کتاب قابل توجہ: مذکورہ دور و ایام میں ان حقائق کی تردید کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے کیونکہ آپ ﷺ نے قرآن کے پھیلانے، سنانے، ادا کرنے اور عام کرنے کا کوئی اہتمام نہیں کیا۔

بقول شیعہ اس بات کی بھی تردید ہوتی ہے کہ قرآن پوری انسانیت کے لئے ہدایت بن کر آیا ہے بلکہ یہ صرف شیعہ کے مقرر کردہ ائمہ کے کام کی کوئی چیز معلوم ہوتی ہے کہ ایک امام دوسرے تک پہنچاتا رہا۔ ساتھ یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ جس اعلیٰ مقصد کے لئے تشریف لائے وہ پورا نہ کر سکے بلکہ وہ ناکام لوٹے۔

اس بات کا اظہار فیمنی صاحب ”خطبہ اتحاد و یکجہتی“ میں کر چکے ہیں کہ سارے رسول آئے مگر ناکام گئے حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ بھی ناکام گئے کیونکہ اپنے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کو نپکانہ کر سکے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کوشش:

جمع القرآن کے سلسلہ میں بقول شیعہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سعی احتجاج طبری



جلداول صفحہ ۲۵ فصل الخطاب صفحہ ۱۵، تفسیر صافی جلد اول مقدمہ نمبر ۶، تفسیر مزائے الانوار جلد اول صفحہ ۲۸ لما توفی رسول اللہ ﷺ جمع علی علیہ السلام القرآن وجاء به الی مهاجرین والانصار وعرضہ علیہم لما قد اوصاه بذلك رسول اللہ فلما فتح ابوبکر خرج فی اول صفحہ فتح فضائع القوم فوثب عمر وقال علی ارددہ فلا حاجة لنا فیہ فاخذ علی وانصرف

خاصہ عبارت یہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو حضرت علی نے قرآن جمع کر مہاجرین وانصار کے پاس لائے اور ان کی خدمت میں پیش کیا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کی وصیت فرمائی تھی جب حضرت ابوبکر نے قرآن کھولا تو پہلے ہی صفحہ پر قوم کی بُرائیاں نکل آئیں (یعنی صحابہ کرام کی) پس حضرت عمر نے کہا اے علی یہ قرآن واپس لے لے ہمیں اس کی ضرورت نہیں۔ حضرت علی قرآن لے کر چلے گئے۔

فلما استخلف عمر سنل علیا ان بدفع الیہم القرآن ان یحرفوہ فیما بہم فقال یا ابا الحسن ان جنت بالقران الذی جنت بہ الی ابی بکر حتی نجتمع علیہ قال علی علیہ السلام ہیحات لیس الی ذلک سبیل فما جنت الی ابی بکر لنقوم الحجۃ وتقو لو ایوم القیامۃ انا کنا عن ہذا غفلین وتقولوا ما جنتنا بہ القرآن الذی عندی لا یمسہ الا المطہرون والاوصیاء من ولدی فقال عمر هل وقت الاظہار فقال علی علیہ السلام نعم اذا قام القائم من ولدی یمسہ ویحمل الناس علیہ۔

خلاصہ:

جب حضرت عمر خلیفہ ہوئے تو انہوں نے حضرت علی سے وہ قرآن طلب کیا تاکہ اس

پر تحریف کر دیں تو حضرت عمر نے فرمایا ابو الحسن اگر آپ وہ قرآن لے آئیں جو آپ نے حضرت ابوبکر کو دکھایا تھا تو ہم اس پر شفق ہو جائیں۔ حضرت علی نے فرمایا بات دور چلی گئی ہے اب تو اس پر ان تک پہنچنا ممکن نہیں میں ابوبکر کے پاس صرف اس لئے آیا تھا کہ حجت پوری ہو جائے اور امت کو تم یہ نہ کہو کہ ہم قرآن سے غافل رہے یا یہ کہو کہ علی ہمارے پاس لایا ہی نہ تھا اور فرمایا کہ وہ قرآن تو ہمارے پاس ہے مگر اسے پاک لوگوں اور میرے اولاد کے بغیر کوئی ہاتھ نہیں لگا سکتا پھر حضرت عمر نے پوچھا تو اس قرآن کے ظاہر ہونے کا بھی کوئی وقت ہے؟ تو حضرت علی نے فرمایا ان ابھری اولاد سے جب امام مہدی ظاہر ہوگا تو وہ قرآن لائے گا اور لوگوں سے اس پر عمل کرائے گا۔

قارئین کرام! آپ نے شیعہ کی مستند کتب سے پڑھ لیا کہ اصلی قرآن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے امام در امام ہوتا ہوا اب امام مہدی کے پاس ہے جب آئے گا تو لوگوں کو اصلی قرآن کی زیارت ہوگی۔

بقول شیعہ اب لوگ نقلی قرآن کو پڑھتے ہیں عمل کرتے ہیں کیونکہ نعت اللہ الجزازی انوار نعمانیہ میں نقل کر چکے ہیں کہ اصلی قرآن کے آنے تک لوگ اسی قرآن پر گزارا کر لیں۔ حوالہ ہات آئندہ آئیگی۔

لما بقر مجلسی کے شاگرد خاص نعت اللہ الجزازی انوار نعمانیہ جلد اول صفحہ ۲۴۹ پر لکھتے ہیں:

قد استفاضتہ فی الاختیار ان القرآن کما انزل لم یولف الا امیر المؤمنین علیہ السلام بوصیۃ من النبی ﷺ فبقی بعلموہ سۃ اشہر مشغلاً بجمعیہ فلما جمعیہ کما انزل اتی بہ الی المتخلفین من بعد رسول اللہ ولہ ذلک القرآن زیادۃ کثیرۃ وحال من التعریف



مستفیض روایتوں میں آچکا ہے کہ قرآن جس طرح اور جتنا نازل ہوا تھا اس کو حضرت علیؓ کے بغیر کسی نے جمع نہیں کیا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو وصیت فرمائی تھی۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت علیؓ چھ ماہ تک قرآن جمع کرنے میں مشغول رہے پھر خلفاء ثلاثہ کے پاس لائے حضرت علیؓ کا جمع کردہ موجودہ قرآن سے کئی گنا زیادہ ہے اور وہ ہر قسم کی تحریف سے بالکل پاک ہے۔

محدث الجہازی کی تحقیق قابلِ قدر ہے جو انہوں نے اپنی قوم کے لئے کی۔ حضرت علیؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جمع کردہ قرآن کا تعارف ان اوصاف سے کرایا کہ ایک تو وہ قرآن موجودہ قرآن سے کئی گنا زیادہ ہے دوسرا تحریف سے بالکل پاک ہے۔ اس سے قوم کو یہ بتانا مقصود ہے کہ موجودہ قرآن میں تحریف یقیناً ہو چکی ہے مگر موجودہ قرآن اصلی قرآن کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں۔

موجودہ قرآن کے محرف ہونے پر شیعہ کا اجماع:

موجودہ قرآن کے محرف ہونے پر علماء شیعہ کا اجماع و اتفاق ہے یہی محدث اسی صفحہ پر لکھتے ہیں اور اس کی تائید علامہ نوری طبرسی نے فصل الخطاب صفحہ ۳۵ پر بھی کی ہے۔ ملاحظہ ہو

ان تسلیم تو اتوا عن الوہی الالہی و کون الكل قد نزل به الروح الامین بفضی السی طرح الاخبار المستفیضة بل المتواترة الدالة تصریحاً علی وقوع التحریف فی القرآن سلاماً ومادة واعراباً مع اصحابنا رضوان اللہ علیہم قد اطبقوا علی صحتها وتصديق بها کیف وهؤلاء الاعلام ردد فی مولفاتہم اخبارا کثیرة تشتمل علی وقوع تلك الامور فی القرآن وان الایة نزلت ثم غیرت الا هذا حکمہ

اگر ان سات (۷) قرأتوں کو متواتر تسلیم کیا جائے کہ حضرت جبریل امین یہ لے کر نازل ہوئے

تھے اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ شیعہ کی وہ روایات جو مستفیض بلکہ متواتر ہیں اور تحریف قرآن پر صریح دلالت کرتی ہیں کہ تحریف پاروں میں بھی ہوئی اور اعراب میں بھی ہوئی ان سب کو رو کرنا پڑے گا حالانکہ تمام شیعہ علماء نے ان روایات کی صحت اور متواتر ہونے پر اتفاق و اجماع کیا ہے اور ان روایات کی تصدیق کی ہے یہ روایات کیسے رد کی جاسکتی ہیں جبکہ بڑے بڑے فضلاء شیعہ نے ان کو اپنی کتابوں میں جمع کیا ہے۔ روایات بھی کثیر ہیں اور ان امور کے واقع ہونے پر مشتمل ہیں کہ یہ آیت اس طرح نازل ہوئی اور اس طرح قرآن میں اس کو تحریف کیا گیا۔

(جاری ہے)

### قربانی کی کھالیں جماعۃ الدعوة وغیرہ کو دینا جائز نہیں

دہلی مولوی کا فتویٰ

دہلی مولوی عبد الستار رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ہمارے ہاں عام طور پر مندرجہ ذیل مضاربات پر ان کھالوں کو خرچ کیا جاتا ہے۔

(۱) اکثر مساجد اور ان کے خطباء کی تنخواہ پر نہیں صرف کر لیا جاتا ہے۔

(۲) مقامی بچوں کی تعلیم پر اخسنے والے اخراجات ان سے پورے کئے جاتے ہیں۔

(۳) مقامی لائبریریوں کی توسیع اور مساجد کی تعمیر وترقی پر انہیں خرچ کیا جاتا ہے۔

(۴) سیاسی جماعتیں بھی سیاست چکانے کے لئے بھی ان کھالوں کو استعمال کرتی ہیں۔

(۵) جمہوری تحریکیں بھی قربانی کے ایام میں سرگرم عمل ہوتی ہیں وہ بھی کھالوں کو اکٹھا کرنے میں لگ دو کرتی ہیں۔

بعض جمہوری تنظیموں کا طریقہ وارداد سوال میں ذکر ہوا ہے کہ ان کے افراد قربانی سے پہلے لوگوں سے

انفرادی مبالغات کر کے وعدہ کی رسیدیں ان کے ہاتھ میں تھام رہے ہیں تاکہ اسے پابند کر دیا جائے مگر وہ تمام

مضاربات کے سلسلہ میں نہیں ہوشیار رہتا چاہئے اور قربانی کی کھالیں صرف خیراء اور مساکین اور یتیموں کا

حق ہے مقامی طلباء مساجد، اکثر کرام، خطباء، عقلم، مقامی لائبریریوں، سیاسی جماعتیں اور جمہوری

تنظیمیں ان کی حق دار نہیں۔ (فتاویٰ اصحاب الدین، ج ۲، ص ۳۸، مکتبہ اسلامیہ)

اہل حق اہل سنت کا ترجمان

اہل حق اہل سنت کا ترجمان



## غیر مقلدین (الحدیث فرقہ) کے کچھ مسائل

مولانا ابوریحان رضوی حفظہ اللہ

نوٹ: یہ مضمون غیر مقلدین کی طرف سے آئے دن فقہ حنفی پر کئے جانے والے بے جا اعتراضات کے جواب میں انہیں آئینہ دکھانے کے لئے لکھا گیا ہے۔ تاکہ یہ فقہ حنفی پر ہرزہ سرائی کرنے کی بجائے اپنے گھر کی خبر لیں۔

۱۔ غیر مقلد الحدیث فرقہ کے زیر دست امام و پیشوا ابن حزم کے نزدیک مرد کو اپنے جسم کی صرف دو چیزیں چھپانی ضروری ہیں، عضو تناسل اور پاخانے کا سوراخ، چنانچہ وہ اپنی کتاب اٹھلی میں لکھتے ہیں: والعورة المفترضةسترها على الناظر وفي الصلوة من الرجل الذكر وحاشية الدبر فقط۔ یعنی مرد کے جسم کا وہ حصہ جس کو دیکھنے والوں سے چھپانا اس پر فرض ہے اور جس کا نماز میں چھپانا اس پر فرض ہے وہ صرف عضو تناسل اور پاخانے کا سوراخ ہے۔

(اٹھلی لابن حزم جلد ۳ صفحہ ۲۱۰)

غیر مقلدین کے ہندوستانی پیشوا و حید الزماں نے بھی اس بات کو اپنی کتاب تیسیر الباری میں نقل کیا ہے۔ (تیسیر الباری شرح صحیح بخاری صفحہ ۲۶۶ جلد ۱ تاج کھنی)

۲۔ غیر مقلدین کے مذکورہ امام ابن حزم کے نزدیک اگر آدمی مشیت زنی کر کے منی نکالے اور عورت اپنی شرم گاہ کو کسی چیز پر آڑھے رکھ کر اپنی منی خارج کرے تو وہ مرد و عورت بالکل گناہ گار نہ ہوتے، چنانچہ وہ اپنی کتاب اٹھلی میں لکھتے ہیں: فلو عرضت لرجلها شينادون ان

مدخله حتى ينزل فيكره هذا ولا اثم فيه وكذلك الاستمعاء للرجل سواء سواء۔ یعنی اگر کوئی عورت اپنی شرم گاہ کو کسی شے پر آڑھے رکھے مگر اس شے کو شرم گاہ میں داخل نہ کرے یہاں تک کہ اس کی منی نکل آئے تو یہ مکروہ تو ہے لیکن اس میں کوئی گناہ نہیں، ایسے ہی مرد کے لئے مشیت زنی برابر برابر ہے۔ ابن حزم صاحب اس بارے میں مزید آگے لکھتے ہیں: ليس ذالك حراما اصلا وري به بالكل حرام نہیں۔

(اٹھلی جلد ۱ ص ۳۹۲ دارالافتاء الجدیدہ بیروت)

البتہ غیر مقلد الحدیث فرقہ کی ایک دوسری مستند کتاب نزل الابرار میں لکھا ہے کہ آدمی خود تو مشیت زنی نہیں کر سکتا البتہ اپنی بیگم سے مشیت زنی کروانے کا اس کو اختیار ہے چنانچہ اس کتاب کے مصنف و حید الزماں صاحب لکھتے ہیں: لہ الاستمعاء بیدھالا استمعاء بیدھ۔ یعنی شوہر کو اپنی بیگم کے ہاتھ سے مشیت زنی جائز ہے جبکہ خود اپنے ہاتھ سے مشیت زنی ناجائز ہے۔

(نزل الابرار من فقہ النبی الحمار صفحہ ۶۶)

۳۔ غیر مقلدین کے علامہ ابن حزم کے نزدیک اگر کوئی شخص کسی لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہے تو شادی سے قبل وہ اس لڑکی کے جسم کے ہر حصہ کو دیکھ سکتا ہے چنانچہ وہ اپنی کتاب اٹھلی میں لکھتے ہیں: مسألة ۱۸۸: ومن اراد أن يتزوج امرأة حرة أو أمة فله أن ينظر منها متغصلا لها وغير متغصلا إلى ما بطن منها وظهور۔ یعنی جو شخص کسی آزاد عورت یا لونڈی سے شادی کا ارادہ رکھتا ہو تو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ اس عورت کے تمام باطنی اور ظاہری اعضاء کو دیکھے، خواہ اس عورت سے چھپ کر دیکھے یا بغیر چھپے۔

(اٹھلی جلد ۱ صفحہ ۳۰۲ دارالافتاء الجدیدہ بیروت)

غیر مقلدین کے بڑے مولوی امام داؤد ظاہری بھی اس بات کے قائل تھے کہ لڑکا شادی سے قبل



اس لڑکی کو بالکل نکاح بھی دیکھ سکتا ہے جس سے وہ شادی کا ارادہ رکھتا ہے چنانچہ علامہ نووی، داؤد ظاہری کا قول نقل کرتے ہیں کہ: قال داؤد بنظر الی جمیع بدلہا۔ یعنی داؤد نے کہا کہ وہ اس کے تمام بدن کی طرف نظر کر سکتا ہے۔

(شرح النووی کتاب النکاح باب ندب نظرائی وبنالہ ۲ جلد ۹ صفحہ ۱۱ مطبوعہ صاحبہ التراث العربی)  
۳۔ غیر مقلدین کی کتاب کنز الحقائق کے مطابق داؤدؒ والا مرد بھی عورت کا دودھ پی سکتا ہے حالانکہ جمہور کا اس بارے میں اختلاف ہے چنانچہ اس کتاب کے صفحہ ۶ پر ہے: وبسجوزار طماع الکبیر ولو کان ذالجبۃ للعجوز النظر خلافاً للجمہور۔ یعنی عورت کو جائز ہے کہ وہ بڑے آدمی کو دودھ پلائے اگرچہ اس آدمی کی داڑھی ہو برخلاف جمہور کے۔ (کنز الحقائق صفحہ ۶ مصنف وحید الزماں) غیر مقلدین کے زبردست مناظر عبد اللہ روپڑی بھی اس بات کے قائل ہیں کہ بچے کے ساتھ ساتھ ہر شخص کو عورت کا دودھ پینے کی اجازت ہے کیونکہ اس کے حرام ہونے کی کوئی دلیل الہدیت فرقہ کو نہیں ملی چنانچہ ان سے سوال ہوا کہ: کیا عورت کا دودھ پینا مطلقاً حرام ہے سوائے رضیع (شیر خوار بچہ) کے۔ اس کے جواب میں انہوں نے لکھا: حرام نہیں کہہ سکتے حرمت (حرام ہونے) کی کوئی دلیل نہیں ملی۔

(فتاویٰ الہدیت جلد ۲ صفحہ ۳۲۶ مطبوعہ سرگودھا)

نیز عبد اللہ روپڑی کے نزدیک شوہر کو اگر دوائی کے لئے اپنی بیوی کے دودھ کی ضرورت پڑ جائے تو وہ اس کے دودھ کو استعمال کر سکتا ہے، اور اس کے علاوہ کاموں میں بھی ضرورت کے وقت بیوی کے دودھ کو استعمال کر سکتا ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں چنانچہ وہ اپنی کتاب فتاویٰ الہدیت میں لکھتے ہیں: خاوند اپنی بیوی کا دودھ نہ پینے ہاں اگر دوا، وغیرہ کے لئے ضرورت ہو تو استعمال میں کوئی حرج نہیں۔ (فتاویٰ الہدیت جلد ۲ صفحہ ۳۲۶ مطبوعہ سرگودھا)

۵۔ غیر مقلدین کی مشہور کتاب نزل الابرار من فضل النبی الخمار کے مطابق دینِ ذیل چیزیں بالکل پاک و صاف اور طیب ہیں: مٹی، تمام قسم کے خون سوائے حیض کے خون کے، عورت کی شرم گاہ کی رطوبت، شراب، حلال اور حرام جانوروں کا پیشاب، کتے اور خنزیر کا تھوک اور ان کا جوٹھا، کتے کا پیشاب اور پاخانہ۔ چنانچہ غیر مقلدین کے امام وحید الزماں صاحب لکھتے ہیں: والمنی طاهر سواء کان رطباً او یابساً مغلفاً او غیر مغلفاً وغسلہ ازکی واولی وکذا لک الدم غیر دم الحيض وکذا لک رطوبة الفرج وکذا لک الخمر و بول مایذ کل لحمه و مایذ کل لحمه من الحيوانات و اختلافوا فی لعاب الکلب و الغنیر و سورھا و الاربع طہارتہ و کذا لک فی بول الکلب و خیراء و الحق انه لا دلیل علی النجاسة۔ یعنی مٹی خواہ تر ہو یا خشک سخت ہو یا غیر سخت پاک ہے البتہ اس کا دھونا ازکی واولی ہے ایسے ہی حیض کے علاوہ تمام خون ایسے ہی عورت کی شرم گاہ کی رطوبت ایسے ہی شراب اور حلال اور حرام جانوروں کا پیشاب پاک ہے، کتے اور خنزیر کے تھوک اور ان کے جوٹھے میں (الہدیت فرقہ) کا اختلاف ہے، البتہ زیادہ صحیح ان کی پاکیزگی ہی ہے، ایسے ہی کتے کے پیشاب اور اس کے پاخانہ کے بارے میں (الہدیت فرقہ) کا اختلاف ہے، حق یہ ہے کہ ان کے ناپاک ہونے پر کوئی دلیل نہیں۔ (نزل الابرار صفحہ ۵۱)

۶۔ غیر مقلدین کے امام وحید الزماں کے نزدیک اگر کوئی شخص کسی لونڈی کو خریدنا چاہے تو خریدنے سے قبل وہ اس کے جسم کی ہر ہر جگہ کو دیکھ سکتا ہے اور ان کے نزدیک اب تک مکہ معظمہ میں لونڈیوں کا بازار گرم ہے جہاں لونڈیاں بکتی ہیں چنانچہ وہ اپنی کتاب تیسیر الباری میں لکھتے ہیں: عطاء بن ابی رباح نے ان لونڈیوں پر نظر ڈالنا جو مکہ میں بکا کرتی ہیں مکہ رکھا ہے مگر جب خریدنے کا ارادہ ہو۔ اس قول پر وحید الزماں صاحب نے یہ حاشیہ لگایا تو خریدنے والے کو اس



(لوٹری) کا ہر ایک عضو دیکھا درست ہے اب تک کہ میں سوق الجہاری قائم ہے جہاں لوٹریاں کبھی ہیں۔ (تیسیر الہاری شرح مجمع بخاری صفحہ ۱۵۳ جلد ۸ تاج کبھی)

۷۔ بعض غیر مقلدین، شیعہ حضرات کی طرح متعہ (کنجری بازی) کے بھی قائل ہیں، جب کہ اہلحدیثوں کے متحققین کا یہ مذہب ہے کہ متعہ ضرورت اور سفر کے موقع پر بالکل جائز ہے چنانچہ اہلحدیثوں کی مابین کتاب نزل الابرار میں ہے: کذا لک بعض اصحابنا فی نکاح المتعة فجوزوها۔ یعنی اسی طرح ہمارے بعض (اہلحدیث) حضرات نے متعہ کو جائز قرار دیا ہے۔ اس کتاب کے مصنف متعہ کے بارے میں مزید لکھتے ہیں کہ: وبالجملة القول بتحریم المتعة لایخلو عن اشکال وشبهة التحلیل لم ترفع الی الآن۔ یعنی اور بالجملة متعہ کے حرام ہونے کا قول اشکال سے خالی نہیں اور متعہ کے حلال ہونے کا شہاب تک نہیں اٹھایا جائے گا، مزید آگے لکھتے ہیں: نقال الحافظ والاجود ما ذهب الیه جماعۃ من المحققین انہا لم تحل قط فی حالة الحضر والرفاہیہ بل فی حال السفر والحاجة۔ یعنی حافظ نے کہا کہ بہتر وہ ہے جس کی طرف متحققین کی جماعت گئی ہے کہ متعہ حالت حضر اور حالت اعتدال میں نہیں بلکہ حالت سفر اور حاجت کے وقت حلال ہے۔

(نزل الابرار صفحہ ۳۳۲۳۵)

۸۔ غیر مقلدین کے نزدیک بکری اور بکرے کے تمام اعضاء کھا سکتے ہیں یہاں تک کہ اس کی فرج (شرم گاہ)، کپورے، غدود، مثانہ، پتا، عضو تاسل بھی کھا سکتے ہیں جب کہ خنی ان چیزوں کو حرام قرار دیتے ہیں چنانچہ غیر مقلدین کے مابین ناز عالم و پیشوا و حید الزماں نے لکھا: ولاشیء بکوه من اعضاء الشاة، و کرہت الاحناف سبعة الفرج والخصیة، والغدة، والمثانة والمرارة والد کروی الدم المسفوح۔ یعنی بکری کے اعضاء میں سے کوئی شے مکروہ نہیں جبکہ

خنی سات اعضاء کو مکروہ (تحریمی و حرام) قرار دیتے ہیں شرم گاہ، کپورے، غدود، مثانہ، پتا، عضو تاسل، دم مسفوح۔ (نزل الابرار صفحہ ۱۴۷) کم و بیش یہی بات غیر مقلدین کی مستند کتاب کنز الحقائق من فقہ خیر الخلق کے صفحہ ۲۳۲ پر لکھی ہے۔

۹۔ اہل حدیث فرقہ کے نزدیک سمندری کتا، سمندری خنزیر، سمندری انسان، سمندری سانپ، گدھ، کوا، چمگاڈ، بچو، چنڈول، کھانا جائز ہے، چنانچہ ان کی کتاب کنز الحقائق من فقہ خیر الخلق میں ہے: فمیتة البحر حلال۔ یعنی سمندر کا ہر دار حلال ہے۔ آگے لکھتے ہیں: وسواء کان سمکاً او یقراً او غنماً او کلباً او خنزیراً او انساناً بحراً یا او کو سمکاً او مار ماہی، و البحریت، و یحل اکلہ بلا ذبح۔ یعنی خواہ وہ مچھلی ہو یا گائے یا بکری یا کتا یا خنزیر، سمندری انسان یا آرہ تاک مچھلی یا مار ماہی یا جریت، ان کا کھانا بغیر ذبح کے جائز ہے۔ آگے لکھتے ہیں: اما حیات البحر التی لا یتقی حیثی البر فہی حلال۔ یعنی سمندر کے سانپ جو خشکی میں زندہ نہیں رہ پاتے تو یہ حلال ہیں۔ آگے کچھ حرام جانوروں کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں: و یحل ما سواہا من ذوات القوائم والطيور وحشرات الارض کو برولسو... و غراب و خفاش... و قنفذ... و ضبع... و قبرة...۔

یعنی ان کے ماسوا تمام چوپائے اور پرندے اور کبڑے حلال ہیں، جیسے: گدھ، کوا، چمگاڈ، چوہا، بچو اور چنڈول۔ (کنز الحقائق صفحہ ۱۸۵ تا ۱۸۶)

دعوتِ فکر: مسلمانوں غور کرو کیا تم چاہتے ہو کہ اپنے عضو تاسل اور پٹانے کے سوراخ کے علاوہ کچھ نہ پھپھو، اپنی عورتوں کے پستانوں سے دودھ پیو اور دوستوں یا رومن کو بھی پلاؤ، اپنی بچیوں کا جو رشتہ پیچھے اس کے آگے اپنی لڑکیوں کو بیٹھاؤ، خود دشت زنی کرو اور اپنی بیویوں سے بھی کرواؤ، کنجری بازی (متعہ) خود بھی کرو اور اپنی عورتوں سے بھی کرواؤ، لونڈیوں کو سر بازار خریدتے



ہوئے ان کو نکاح دیکھو، جانور کے عضو قاتل اور پاخانے کی جگہ، سمندری سانپ، سمندری خنزیر، سمندری انسان، گدھ، کوا، چکاڈر، وغیرہ سب کھا جاؤ، مٹی، تمام قسم کے خون سوائے حیض کے خون کے، عورت کی شرم گاہ کی رطوبت، شراب، حلال اور حرام جانوروں کا پیشاب، کتے اور خنزیر کا تھوک اور ان کا جوتھا، کتے کا پیشاب اور پاخانہ سب کو پاک و صاف سمجھو، نحوذ باللہ، اسلام ہرگز ہمیں یہ تعلیم نہیں دیتا، لہذا اہل حدیث فرقہ سے دور رہیں، اور اپنی اولاد اور دوسرے مسلمانوں کو بھی بچائیں کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ و آلہ و سلم نے ارشاد فرمایا: اثم یسکون فی آخر الزمان دجالون کذابون یناتونکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا آباؤکم فلایاکم وایاہم لا یصلونکم ولا یفتونکم۔ پھر آخری زمانہ میں کچھ کذاب جمونے لوگ ہوں گے، تم سے وہ باتیں بیان کریں گے جو نہ تم نے سنی ہوں گی نہ تمہارے باپ داداؤں نے سنی ہوں گی، پس ان سے دور رہنا ان سے ہوشیار رہنا کہیں یہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں کہیں یہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

(صحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۲ مطبوعہ احیاء التراث العربی بیروت)

## بھگوان دیوتا اور غیر مقلدین

مولانا عرفان رضوی مدنی حفظہ اللہ

ویسے تو ہندو ۳۳ کروڑ دیوتاؤں (خداؤں) کے قائل ہیں لیکن ان کے تین بڑے دیوتا مشہور ہیں جن کا نام ”برہما، وشنو، اور شیو“ ہے، آپ نے صرف ہندوؤں اور مشرکوں کے مذہب میں ہی دیوتاؤں کا تصور پڑھا اور نہ جیوگا لیکن یہ سن کر آپ کو حیرت ہوگی کہ اہل حدیث فرقہ بھی ہندوؤں کی طرح دیوتاؤں اور بھگوانوں کا قائل ہے، تعجب ہوتا ہے کہ یہ فرقہ اپنے آپ کو سب سے زیادہ شرک کا دشمن اور توحید کا علمبردار قرار دیتا ہے لیکن ان کی تصویر کے دوسرے رخ نے توحید اور اسلام کی بنیادوں کو ختم کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی اور اس بات کو واضح کر دیا ہے کہ اہل حدیث فرقہ کی جڑیں بالآخر اہل شرک و ہنود کے دھرم سے جا ملتی ہیں، قارئین آنے والے حوالہ جات سے خود فیصلہ کر سکتے ہیں۔

اہل حدیث فرقہ کا پہلا دیوتا: شریف گھڑیا لوی کو اہل حدیث فرقہ دیوتا کا مقام و مرتبہ دیتا ہے، شریف گھڑیا لوی ایک عرصہ تک صوبہ پنجاب کی جماعت اہل حدیث کا امیر رہا اور اسی عہد و پر اس کی موت ہوئی، اس کو دیوتا قرار دیتے ہوئے وہابیوں کے زبردست عالم و مؤرخ اسحاق بھٹی نے لکھا: ”مسکھوں اور ہندوؤں نے اس مرد مؤمن (شریف گھڑیا لوی) کو دیوتا قرار دیا اور بالکل صحیح قرار دیا۔“ (کاروان سلف صفحہ ۵۵ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ فیصل آباد)

قارئین کرام دیکھا آپ نے! کتنی بے باکی کے ساتھ اپنے وہابی عالم کو دیوتا قرار دیا جا رہا ہے،



شاید ایسے ہی لوگوں کے بارے میں کسی نے کہا ہے کہ:

ہاتھ بے زور ہیں، الحاد سے دل خوں گر ہیں، نجدی، ہاشمی، رسوائی، پیشبر ہیں  
بت جنک انھ گئے باقی جو رہے بت گر ہیں، تھا ابراہیم پدر اور پسر آزر ہیں  
بادہ آشام نئے بادہ نیا خم بھی نئے، فرقہ بھی نیا، بت بھی نئے دیوتا بھی نئے

ابجدیٹ فرقہ کا دوسرا دیوتا: قاضی محمد سلیمان منصور پوری، سکھر ریاست پٹیالہ کا سیشن جج اور اہل  
حدیث فرقہ کا زبردست سیرت نگار تھا، اس کے مرنے کے بعد اہل حدیث فرقہ نے اس کے  
حالات زندگی قلمبند کئے، اہل حدیث فرقہ کا ایک دیوتا سے دل نہ بھرا تو شریف گھڑیا لوی کی طرح  
قاضی سلیمان کو بھی دیوتا قرار دے دیا، چنانچہ وہابیوں کے مایہ ناز مسورخ اسحاق بھٹی نے اپنی  
کتاب تذکرہ قاضی محمد سلیمان میں لکھا:

غازی (محمود وہابی) صاحب لکھتے ہیں: قاضی محمد سلیمان منصور پوری سیشن جج پٹیالہ  
عالم اجسام کے دیوتاؤں میں سے ایک زندہ دیوتا تھے۔

(تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری صفحہ ۲۰۸ مطبوعہ مکتبہ الشفاء شیش محل روڈ لاہور)  
ابجدیٹ فرقہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ اور ہندوؤں کے بے ہودہ دیوتا "بر ماتما" کے

درمیان کوئی فرق نہیں: ہندو اپنے دیوتاؤں میں سے ایک دیوتا کو "بر ماتما" یا "ایشور" کہتے  
ہیں، ہندوؤں کے نزدیک ان کے اس خدا کی عجیب و غریب صفات ہیں چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ دن  
اور رات، ایشور (بر ماتما) کی دو نگلیں ہیں، سورج اور چاند اس کی دو آنکھیں ہیں، سورج کی دھوپ  
اور بجلی کی چمک یہ دونوں ایشور (بر ماتما) کے ہوت ہیں اور سورج اور چاند کے درمیان جو خلا ہے  
وہ اس کا منہ ہے۔ نیز ہندوؤں کے نزدیک ان کا یہ خدا، چوری کرتا بھی ہے اور کرواتا بھی ہے، اور  
ڈے (تھار بازی) سے تو اتنا خوش ہو جاتا ہے کہ یہ خوشی اس کو بالکل ہر دست کر دیتی ہے۔ بر ماتما

اہل حق اہل سنت کا ترجمان

لی ان تمام صفات کو وہابی مولوی عبدالحجید سوہدروی نے اپنی کتاب سیرت ثنائی میں وہابی مناظر  
ثناء اللہ امرتسری کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔

(ملخصاً سیرت ثنائی صفحہ ۲۳۰، ۲۳۱ مطبوعہ نعمانی کتب خانہ لاہور)  
قارئین کرام نے اندازہ لگالیا ہوگا کہ ہندوؤں کا بر ماتما اور ایشور نامی خدا کس قدر کیسی  
صفات کا حامل اور کس قدر گندی حرکتوں کا مرتکب ہے، لیکن آپ یہ سن کر کہتے ہیں آجائیں گے کہ  
اہل حدیث فرقہ کے نزدیک بر ماتما اور اللہ تعالیٰ میں کوئی فرق نہیں، ان کے نزدیک ہندو، اللہ کو  
بر ماتما کے نام سے ہی مان رہے ہیں، چنانچہ غیر مقلدین کے مولوی قاضی محمد سلیمان منصور پوری  
نے اس راز سے پردہ اٹھاتے ہوئے لکھا:

"انہیں (یعنی ہندوؤں کو) یہی سمجھنا ہے کہ تم اپنے تئیں "اللہ واحد" کو "بر ماتما" کے  
نام سے مانتے ہو۔"

(تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری صفحہ ۲۹۰ مطبوعہ مکتبہ الشفاء شیش محل روڈ لاہور)  
ہوگو نام جو ایساں کی تجارت کر کے کیا نہ بچو گے جو مل جائیں صنم پتھر کے

اہل حدیث فرقہ کے نزدیک ہندوؤں کے بھگوان، ٹی اور ہادی ہیں:

ہندو، لاکھوں کروڑوں بتوں کو بھگوان سمجھتے ہیں اور اس وجہ سے ان کو کافر اور شرک  
قرار دیا جاتا ہے، اہل حدیث فرقہ کو ان بھگوانوں سے کس قدر محبت ہے اس کا اندازہ آپ اس  
بات سے لگائیے کہ ہندوؤں نے تو ان بھگوانوں کو خدا مان لیا، اہل حدیث فرقہ نے ان بھگوانوں  
کو ہادی اور ٹی مان لیا، لہذا ہندوؤں کا اللہ من ذالک، چنانچہ اپنے اس عقیدہ کو بڑی وضاحت کے  
ساتھ بیان کرتے ہوئے اہل حدیث فرقہ کے مولوی اسحاق بھٹی نے، اپنے فرقہ کے سیرت نگار  
قاضی محمد سلیمان کے حوالہ سے اس طرح نقل کیا:

اہل حق اہل سنت کا ترجمان



”جن بھگوانوں کی ہستی کو تاریخ ثابت کر دے انہیں ہادی (یا نبی) مان لو۔“

(تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری صفحہ ۲۹۱ مطبوعہ مکتبہ اشرفیہ شیش محل روڈ لاہور)

ان کو بغضِ نبی نے ہر بند سے آزاد کیا لا کے کعبہ سے صنم خانہ میں آباد کیا

غیر مقلدین کے ہندوؤں کے دیوتا اور بھگوان مثلاً رام چندر، لکشمی من، کرشن، بدھا وغیرہ کی نبوت کا انکار درست نہیں بلکہ باللہ تعالیٰ

تفصیل کے لئے دیکھئے اہل حدیث فرقہ کی مشہور و معروف کتاب حدیثہ المحدثی من اللہ الحمد ص ۸۵ مصنف وحید الزماں وہابی

اہل حدیث فرقہ کے نزدیک وہابی مولوی اللہ سے لڑکر اپنی بات منوالیتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کے پاس سب سے زیادہ طاقت اور قوت ہے، غیر اللہ میں سے کوئی بھی اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں نہ اپنی طاقت دکھا سکتا ہے نہ اس زبردست قوت والے رب سے لڑ سکتا ہے اور نہ اس سے زور زدتی سے اپنی بات منوا سکتا ہے، لیکن اہل حدیث فرقہ کا ایک مولوی ایسا بھی ہے جس کے متعلق اہل حدیث مذہب کے ماننے والوں کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے لڑ بھی لیتا تھا اور اپنی بات بھی منوا لیتا تھا، اس مولوی کو یہ لوگ مجاہد اسلام صوفی محمد عبداللہ کے نام سے یاد کرتے ہیں، چنانچہ وہابیوں کے مؤرخ اسحاق بھٹی نے صوفی محمد عبداللہ کے متعلق اپنے فرقہ کا عقیدہ ظاہر کرتے ہوئے لکھا: مولانا احمد الدین گکھرووی نے فرمایا: ”صوفی عبداللہ تو خدا سے لڑ کر بات منوا لیتا ہے۔“ (صوفی محمد عبداللہ صفحہ ۳۹۲ مطبوعہ شاہین شیش محل لاہور)

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے دیکھ اڑ جائے گا ایمان کا طوطا تیرا

اہل حدیث فرقہ کے نزدیک اللہ، انسانی شکل میں دنیا میں آ کر خدا نہ رہے گا:

ہندوؤں کے نزدیک ان کے دیوتا اور بھگوان انسانی شکل میں دنیا کے اندر آ سکتے ہیں،

اور دنیا میں اپنی کارستانیاں دکھا سکتے ہیں، وہابی بھی بالکل یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انسانی شکل میں دنیا میں آ سکتا ہے، حیرت بالائے حیرت یہ کہ ہندوؤں کے نزدیک ان کا خدا، اگر دنیا میں آ جائے تو وہ پھر بھی انکے نزدیک خدا ہی رہتا ہے، لیکن وہابیوں کے نزدیک جب اللہ، انسانی شکل میں دنیا میں آئے گا وہ خدا ہی نہیں رہے گا۔ چنانچہ اہل حدیث فرقہ کے زبردست مولوی ڈاکٹر ذاکر نانک نے کہا:

”خدا اگر چاہے تو انسانی شکل و صورت میں آ سکتا ہے مگر جو نبی وہ انسانی بیکر میں ظاہر ہو گا وہ خدا نہیں رہے گا اور خدا کے مرتبہ اور منصب سے معزول ہو جائے گا۔“

(خطبات ذاکر نانک آصفی ۲ مطبوعہ مونا بل بلی کیشنز، راولپنڈی)

اہل حدیث فرقہ کی کرشن دیوتا کی جنم اٹھنی میں شرکت:

ہندوؤں کے ایک دیوتا کا نام کرشن ہے، ہندو اپنے اس خدا کی پیدائش کا جنم دن مناتے ہیں، کوئی مسلمان یہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ وہ ان کی اس شریک اور کفریہ رسم میں عقیدت اور احترام کے شرکت کرے، لیکن ایک دفعہ ریاست پٹیالہ میں جب ہندوؤں نے اپنے مذکورہ دیوتا کی جنم اٹھنی (ساگرہ) منائی تو اہل حدیث فرقہ کے عالم و پیشوا سلیمان منصور پوری کو بھی اس میں مدعو کیا، سلیمان صاحب نے اس میں بڑی دلچسپی سے شرکت کی اور اس میں ایک زوردار تقریر بھی کی جس میں ہندوؤں کو ان کے مذہب کے متعلق وہ معلومات دیں کہ خود ہندو حیران ہو گئے چنانچہ اسحاق وہابی نے اس بات کا انکشاف کرتے ہوئے لکھا:

”ایک مرتبہ ریاست پٹیالہ میں کرشن جی مہاراج کی جنم اٹھنی پر ہندوؤں نے جلسہ

کیا۔ قاضی صاحب کو بھی شرکت و تقریر کی دعوت دی قاضی صاحب نے اس جلسے میں جو تقریر کی ہندو اس سے بہت متاثر ہوئے وہ حیران تھے کہ اس موضوع سے متعلق اتنی معلومات انہیں کہاں



سے حاصل ہوئیں وہ تقریر اس دور کے ہندوؤں کے کئی رسائل و جرائد میں شائع ہوئی۔ بہت سے تعلیم یافتہ ہندو پوچھتے تھے کہ قاضی صاحب نے یہ نادر معلومات کہاں سے حاصل کیں۔

(تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری صفحہ ۱۲ مطبوعہ مکتبۃ الاستغیثہ شیش محل روڈ لاہور)  
قارئین غور فرمائیں کہ یہ وہی وہابی ہیں جو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیدائش کے دن خوشی، جلسے اور جلوس پر بدعت اور شرک کے فتوے لگا دیتے ہیں، لیکن جب اپنے ہندو دوستوں کی باری آتی تو یہ کفر اور شرک کے سارے فتوے سب ایک طرف رہ گئے اور کرشن کی جنم اشٹمی سب جائز ہو گئی۔

### اہلِ حدیث فرقہ کی ہندوؤں کے شرک تہوار دیوالی میں شرکت:

ہندوؤں کے ایک مذہبی تہوار کا نام دیوالی ہے جس میں وہ زبردست شرکیہ رسومات سرانجام دیتے ہیں، کوئی مسلمان اس میں شرکت کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا لیکن اہلِ حدیث فرقہ کے امام و پیشوا، ثناء اللہ امرتسری نے نہ صرف اس میں شرکت کی بلکہ اس کو مبارک دن قرار دیا نیز ہندوؤں کو جو اکیلے کی زبردست ترغیب بھی دلائی، چنانچہ عبدالعجید وہابی نے اس بات کو بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کرتے ہوئے لکھا:

”ایک روز دیوالی کے روز ہندوؤں نے جلسہ کیا اسے دیکھنے کے لئے آپ بھی تشریف لے گئے اہل ہندو نے آپ کی آمد پر مسرت کا اظہار کیا اور اسٹیج پر آپ کو عزت سے بٹھایا اس جلسے میں بہت سے ہندوؤں نے دیوالی کی فضیلت پر تقریریں کیں جب آپ سے درخواست کی گئی کہ اس تہوار پر کچھ ارشاد فرمائیں تو آپ نے کہا: چونکہ اس مبارک دن میں جو اکیلے کو بہت سراہا گیا ہے اس لئے اہل ہندو کو چاہئے کہ وہ پھلوں سے جو اکیلا کریں کیونکہ ایسے پہل آپ کے ایثار اور پرہیزگار کو بہت بھاتے ہیں۔“ (سیرت ثانی صفحہ ۲۳۱ مطبوعہ نعمانی کتب خانہ لاہور)

لاحول ولا قوۃ الا باللہ قارئین کرام! دیکھ لیا آپ نے اس قدر پر جوش انداز میں ہندو مذہب سے لگاؤ کا اظہار کیا جا رہا ہے، وہابی کہتے ہیں کہ ہندو اس موقع پر شرمندہ ہو رہے تھے، راقم الحروف کے نزدیک یہ بات درست نہیں، کیونکہ جب ثناء اللہ نے ہندو مذہب کے موافق باتیں کیں تو ہندو اس موقع پر دل ہی دل میں کہہ رہے ہوئے کہ اے ثناء اللہ صاحب تو اپنے ہی آدمی نکلے وہابی ایسے ہی ان کو اپنا عالم سمجھتے ہیں۔

### ہندوؤں سے وہابیوں کی محبت اور ہر تپاک انداز میں ان کا استقبال:

”مشرکوں، دین کے دشمنوں سے دوستی اور محبت نہیں کرنی چاہئے اور نہ ان کی تعظیم کرنی چاہئے، جو لوگ ان سے محبت کرتے اور ان کی تعظیم کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے سورۃ المستحذہ میں ان پر خطاب و تاراج کی کا اظہار فرمایا ہے لیکن غیر مقلدین کو دین کے دشمنوں اور اہل شرک سے بڑی محبت ہے، چنانچہ عبدالعجید وہابی نے ثناء اللہ وہابی کے متعلق لکھا:  
”کسی مذہبی تہوار کے دن چند ہندو ہاتھ پر تلک لگائے آپ کی خدمت میں سلام کی غرض سے حاضر ہوئے اس وقت آپ کے پاس بہت سے مسلمان بیٹھے تھے مولانا نے ہندوؤں کو دیکھا تو ہر تپاک اور محبت سے ملے عزائم پر ہی کی“

(سیرت ثانی صفحہ ۲۳۱ مطبوعہ نعمانی کتب خانہ لاہور)

### ہندوؤں کے منعقدہ جلسہ کی صدارت کے لئے اہل حدیث مولوی نے پنڈت شہر کو تیار کیا:

ہندوؤں نے عالمی بین المذاہب کانفرنس کا انعقاد کیا، ہندوؤں کی خواہش تھی اس مذہبی کانفرنس کی صدارت ہمارے پنڈت جواہر لعل شہر دکر میں لیکن پنڈت کو اس کی صدارت کے لئے راضی کرنا بڑا مشکل کام تھا اور اس مشکل کام کو اہل حدیث فرقہ کے زبردست عالم صوفی نذیر احمد نے آسان کر دیا، یہ وہابی صوفی صاحب بنفس نفیس ہندوؤں کے ساتھ



ملکر پنڈت کے گھر گئے اور اس کو راضی کرنے میں کامیاب ہو گئے، ہندو اس کارنامے سے اس قدر خوش ہوئے کہ صوفی صاحب کو بارہ گھاس لسی کے ایک وقت میں پلا دیئے۔

تفصیل کے لئے دیکھئے وہابیوں کی مایہ ناز کتاب ”گزر گئی گزران“ صفحہ ۱۳۱ تا ۱۳۳، مصنف اسحاق بھٹی وہابی مطبوعہ ادارہ نشریات لاہور۔

اہل حدیث فرقہ نے اپنے جلسہ میں ہندو لٹریچر سے تقریر کروائی:

۱۹۳۵ء کا مشہور ہندو لٹریچر جس کو ہندو بے پرکاش نارائن کے نام سے یاد کرتے ہیں جب پنجاب آیا تو وہابیوں نے اس کو فریڈ کوٹ میں تقریر کی دعوت دی، وہابیوں نے بہت بڑا جلسہ منعقد کیا اور لوگوں کو اپنے مددوج ”بے پرکاش نارائن“ کی تقریر سنوا کر ہندوؤں سے زبردست محبت کا ثبوت پیش کیا۔ تفصیل کے لئے دیکھئے وہابی کی مایہ ناز کتاب ”گزر گئی گزران“ صفحہ ۳۹۲ تا ۳۹۳، مصنف اسحاق بھٹی وہابی مطبوعہ ادارہ نشریات لاہور۔

ہولی کے دیے توڑنے پر اہل حدیث فرقہ کی ناراضگی:

ہندو اپنے دیوتاؤں کو خوش کرنے کے لئے اپنے مذہبی تہوار ”ہولی“ کے موقع پر دیے (چراغ) روشن کرتے ہیں، ایک دفعہ کچھ بچوں نے وہ دیے (چراغ) توڑ دیے تو ہندوؤں کو برا لگا ہو یا نہ لگا ہو، لیکن اہل حدیث فرقہ کو یہ فعل انتہا برا لگا کہ ان کے مولوی عبدالقادر حساری نے ان بچوں کو سخت مزادی، ان کے کان پکڑوائے اور ان کے سر بھی منڈوا دیئے۔

تفصیل کے لئے دیکھئے وہابیوں کی مشہور کتاب کاروان سلف صفحہ ۲۳۹ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ فیصل آباد مصنف اسحاق بھٹی وہابی

اہل حدیث فرقہ کا، گائے کے پیشاب کو پاک سمجھنا:

ہندو مذہب میں گائے کی بڑی عزت ہے اور وہ اس کو ”ماتا“ مانتے ہیں اور اس کے

اہل حق اہل سنت کا ترجمان

پیشاب کو بالکل پاک سمجھتے ہیں، اہل حدیث فرقہ اس معاملہ میں بھی ہندوؤں سے کئی قدم آگے ہے، ان کے نزدیک گائے کے پیشاب کے ساتھ ساتھ تمام حرام جانوروں کا پیشاب، کتے اور خنزیر کا تھوک اور ان کا جوشہ، کتے کا پیشاب اور پاخانہ، مٹی، تمام قسم کے خون سوائے حیض کے خون کے، عورت کی شرم گاہ کی رطوبت وغیرہ سب پاک ہیں۔

تفصیل کے لئے پڑھئے وہابیوں کی مستند کتاب نزل الابرار صفحہ ۳۹، ۵۰، ۵۱ جلد ۱ مصنف وحید الزماں وہابی مطبوعہ سعید المطابع بنارس ہند

اہل حدیث کے نزدیک گستاخ رسول کو عزت سے لگا رہا جائے:

ایک اسلام دشمن ہندو، جس کا نام ”دیوانند“ تھا، اس غبیث کافر نے قرآن اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وبارک وسلم کی شان اقدس پر حملے کئے تھے اور اس بارے میں ایک کتاب بھی لکھی تھی جس کا نام ستیا رتھ پرکاش تھا، اسی وجہ سے ہندو اسکے نام کے دائیں، بائیں تعظیص القابات لگاتے تھے مثلاً سوامی جی وغیرہ، یہ شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وبارک وسلم کا نام مبارک انتہائی بے باکی اور گستاخانہ انداز میں لیا کرتا تھا، لیکن اہل حدیث فرقہ اس کے باوجود اس گستاخ رسول کو ہندوؤں کی طرح تعظیص القابات سے پکارتا اور لکھتا تھا، اور کہتا تھا کہ اسلام ہمیں یہی سکھاتا ہے، اہل حدیث فرقہ کی گستاخ رسول شخص کے ساتھ یہ محبت اس بات کا ثبوت دیتی ہے کہ اندر سے معاملہ کچھ اور ہے، نیز اسلام ہمیں یہ حکم دیتا ہے کہ گستاخ رسول واجب القتل ہے لیکن اہل حدیث فرقہ کے نزدیک اس کی تعظیم کی جائے گی، نیز ابو جہل کا اصل نام عمر بن ہشام تھا اور لوگ اس کو عزت سے ابو الحکم کہتے تھے لیکن مسلمانوں نے اس کا نام ابو جہل رکھ دیا جو سخت معیوب اور قبیح تھا، اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وبارک وسلم کا گستاخ تھا اور دین کا زبردست دشمن تھا، لیکن اہل حدیث فرقہ کا اپنا ہی ایک مذہب ہے چنانچہ

اہل حق اہل سنت کا ترجمان



وہابیوں کے سب سے بڑے مناظر ثناء اللہ نے کہا کہ:

”سوائی بڑی عزت کا لفظ ہے آریہ سماجی (دیانند) ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ و یارک وسلم کا نام صرف محمد کہتے ہیں اور مفرد کے صیغہ سے بیان کرتے ہیں مثلاً کہتے ہیں ”محمد پیدا ہوا، محمد کہتا تھا“ جو ایک ادنیٰ درجہ کے لوگوں کیلئے ہیں مگر ہم ان کے گرد (پیشوا دیا نند) کو عزت ہی سے یاد کریں گے کیونکہ اسلام کا ہم کو یہی حکم ہے۔

(حق پر کاش صفحہ ۴۱۱ دیا چہ نعمانی کتب خانہ لاہور)

قارئین کرام! وہ فرقہ جو یونانوں کا قائل ہو، ہندوؤں کے بے ہودہ خدا پر ماقبل اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کسی فرق کا قائل نہ ہو، ہندوؤں کے بھگوانوں کو ہادی اور نبی مانتا ہو، اپنے مولوی کو خدا سے لڑنے والا قرار دیتا ہو، ہندوؤں کے عقیدہ کے مطابق خدا کا انسانی شکل میں آنا درست جانتا ہو، خدا کے ختم ہو جانے کا قائل ہو، ہندوؤں کے شرکیہ میلوں ٹیلیوں میں شرکت کرتا اور ان کو اپنے جلسوں میں بلوا کر تقریر کروانا ہو، ہولی کے دیے توڑنے پر ناراضگی کا اظہار کرتا ہو، پیشاب کو پاک قرار دیتا ہو، اور گستاخِ رسول کو عزت سے یاد کرتا ہو، کیا وہ حق پر ہو سکتا ہے، فیصلہ آپ خود فرمائیں۔

### یزید پلید کو جنتی کہنے والوں کو دعوتِ فکر (وہابی مولوی کا فتویٰ)

غیر مقلدین (یزیدی نو لہ) اپنے محبوب یزید پلید کو جنتی ثابت کرنے کے لئے حدیثِ قطیفہ کا سہارا لیتے ہیں ایسے لوگوں کی جہالت کی قسمی غیر مقلدانہ مہم احمدتِ مولوی زیر علی بذی نے یوں کھولی ہے چنانچہ لکھتا ہے: سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں قطیفہ پر سبکی (گریسوں والے) اور شامی (سردیوں والے) میلے شعبان ۳۸ھ تا ربیع الثانی ۵۲ھ تک تقریباً سولہ میلے ہوئے تھے۔ آخری میلے میں ابوابِ انصاری رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تھے۔ اس غزوے میں یزید بن معاویہ بن ابی سفیان موجود تھا۔ اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ یزید کا دل ہمیشہ میں موجود ہونا ثابت نہیں ہے لہذا وہ اس حدیث کے عموم میں شامل نہیں ہے۔ (فتاویٰ علیہ المعروف توفیح الاحکام، ج ۲، ص ۲۸۵، مکتبہ اسلامیہ)

اہل حق اہل سنت کا ترجمان

## تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھانے کی کیفیت

مناظرِ المسلمت قاری محمد ارشد مسعود اشرف چشتی رضوی حفظہ اللہ

نماز میں تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ کہاں تک اٹھائے جائیں؟

اس پر فتن دور میں بعض نا عاقبت اندیش قسم کے لوگوں نے اس مسئلہ کو بھی اتنا طول دے دیا ہے کہ اس کی وجہ سے مسلمانوں کی نمازوں کو بیکار ثابت کرنے کی سعی لا حاصل شروع کر دی ہے، بعض نے بعض کے طریقہ کو سنتِ رسول اللہ ﷺ کے مخالف قرار دینے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے۔

خاص کر دورِ حاضر میں غیر مقلدین اس مسئلہ کو اپنی کتابوں میں بیان کرتے ہوئے احناف کے طریقہ کو خلافِ سنت قرار دیتے ہیں، اور یہ بات باور کروانے کی کوشش کرتے ہیں کہ احناف کفر ہم اللہ تعالیٰ کا طریقہ رسول اللہ ﷺ کے طریقہ کے خلاف ہے، نحوذبا اللہ من ذلک۔

آئیے اسب سے پہلے تکبیر تحریمہ کے وقت رفع الیدین کی حیثیت کے بارے میں ملاحظہ فرمائیں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

اجتمعت الامة على استحباب رفع الیدین في تکبیرة الاحرام....“

یعنی ”تکبیر تحریمہ کے وقت رفع الیدین کرنے کے استحباب پر تمام امت کا اجماع ہے“

(شرح صحیح مسلم ۱/۲۸، قدیمی کتب خانہ کراچی، والمجموع شرح المہذب ۳/۳۷۰، دار الکتب العلمیہ، بیروت، و ذکرہ الحافظ فی فتح الباری)

اہل حق اہل سنت کا ترجمان



بشرح صحیح البخاری ۶۰۳/۱ بہت الافکار الدولیہ)  
امام نووی رحمۃ اللہ علیہ سے محمد بن خلیفہ دستانی اپنی مالکی نے اپنی صحیح مسلم کی شرح "اکمال اکمال  
المعلم ۵۵۳/۲ دارالکتب العلمیہ، بیروت میں اسی بات کو بیان فرمایا ہے۔  
امام موفق الدین ابن قدامہ حنبلی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

"لا تعلم خلافا فی استحباب رفع الیدین عند افتتاح الصلاة، وقال ابن المنذر:  
لا يختلف أهل العلم في أن النبي ﷺ كان يرفع يديه إذا افتتح الصلاة..."  
یعنی نماز کے شروع میں رفع الیدین کے استحباب پر مخالفت کو ہم نہیں جانتے اور ابن  
منذر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ بے شک نبی اکرم ﷺ کے ابتدائے نماز میں رفع الیدین کرنے میں  
اہل علم میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

(المعنى وعليه الشرح الكبير ۲/۱۷۱، دار الحديث القاهرة)  
تکبیر تحریر کے وقت رفع الیدین کرنے میں کسی کو اختلاف نہیں ہے، مگر اس کی حیثیت میں دو قول  
ہیں جن میں سے ایک قول یہ ہے کہ تکبیر تحریر کے وقت رفع الیدین کرنا واجب ہے، اور یہ قول  
داود غازی، اس کے بعض اصحاب اور احمد بن سیرمروزی شافعی وغیرہم کا ہے۔

امام ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:  
"كُلٌّ مِنْ تَقْلِيدِهِ لَا يَبْطُلُ الصَّلَاةُ بِتَرْكِهِ إِلَّا فِي رَوَايَةٍ عَنْ الْأَوْزَاعِيِّ  
وَالْحَمِيدِيِّ"

یعنی وہ لوگ جو وجوب کے قائل ہیں ان کے نزدیک ترک رفع الیدین سے نماز باطل نہیں ہوتی  
مگر ایک روایت میں اوزاعی اور حمیدی سے۔

(فتح الباری، باب رفع الیدین فی التکبیرۃ الاولى مع الافتتاح سواء ۶۰۳/۱۰)

اہل حق اہل سنت کا ترجمان

جبکہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اصحاب میں سے ابو الحسن احمد بن سیرمروزی کا "وجوب اور  
یہ کہ جو تکبیر تحریر کے وقت رفع الیدین نہ کرے اس کی نماز صحیح نہیں ہوتی" قول نقل کیا اور اس کو  
پہلے اجماع کے انعقاد کی وجہ سے مردود قرار دیا ہے، آپ فرماتے ہیں:

"وهذا الذي قاله مردود باجماع من قبله"

(المجموع شرح المذهب، باب صفة الصلاة، ۳/۳۰۷)  
مگر جمہور محدثین و فقہاء اور علمائے ملت اسلامیہ کا قول ہے کہ تکبیر تحریر کے وقت رفع الیدین کرنا  
سنت ہے، اور یہی قول امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور مشہور روایت کے مطابق امام احمد  
بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم وغیرہم فقہاء و محدثین کا ہے۔

اب ہم تکبیر تحریر کے وقت رفع الیدین کی کیفیت و طریقہ کے بارے میں بیان کرتے ہیں جس  
میں سب سے پہلے ہم وہ احادیث ذکر کریں گے جن میں اس مسئلہ کا بیان ہے، اور ساتھ ساتھ  
بعض لوگوں کے اعتراضات پر بھی گفتگو ہوگی۔

کنز حوں تک ہاتھ اٹھانا

عن سالم عن أبيه قال: رأيت رسول الله ﷺ إذا افتتح الصلاة رفع يديه حتى  
يحاذي منكبيه..... (الحديث)

(صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب استحباب رفع الیدین حلو المنکبین ۱/  
۱۶۸، لفظہ، و صحیح بخاری، کتاب الاذان ۱/۱۰۲، و موطا امام مالک،  
باب افتتاح الصلاة، ۶۶، ۶۷، دار الجمل بیروت، و سنن ابو داود، کتاب  
الصلاة، حدیث (۲۱)، دار ابن حزم بیروت، و سنن ابن ماجہ، کتاب الصلاة،  
حدیث (۸۵۸)، دار ابن حزم بیروت، و سنن ترمذی، کتاب الصلاة، حدیث

اہل حق اہل سنت کا ترجمان



(۲۵۵) دار ابن حزم بیروت، وسنن نسائی، کتاب الافتتاح، حدیث (۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱) دار ابن حزم بیروت، وغیرہم

اس بارے میں حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ [سنن الکبریٰ ج ۲/۲۳۲]  
حضرت ابو حمید الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ [صحیح ابن خزیمہ ۳۵۹/۱] المکتب الاسلامی ۲۰۰۳ء۔  
حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ [مسند ابویوسف، رولہ اکی فیہ ۱۵۶] مکتبہ الکواثر الریاض۔

### ایک غیر مقلد لکھتا ہے

محمد شین کرام کے نزدیک نمازی مرد ہو یا عورت کبیر تحریر کے وقت ہاتھ کندھوں اور کانوں تک اٹھانا دونوں طرح سنت ہیں۔ جس کی دلیل حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی حسب ذیل روایت ہے کہ۔ رايت النبی ﷺ الفتح التکبیر فی الصلوٰۃ فرفع یدیه حین یکبر یجعلہما حذو منکبیه (الحدیث) (بخاری ص ۱۰۲ و مسلم ج ۱ ص ۱۶۸) میں نے نبی کریم ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا آپ ﷺ کبیر تحریر کے وقت ہاتھ کندھوں کے برابر اٹھاتے تھے (انتہی) یہ حدیث متواتر ہے جس کی ضروری تفصیل مسئلہ رفع الیدین میں آگے آ رہی ہے۔ مذکورہ حدیث صحیح کا مفاد یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ سے کندھوں تک ہاتھ اٹھانا ثابت ہے۔

(دین الحق، بجواب جاہ الحق صفحہ ۲۰، جلد ۱، طبع اول و دوم)

اپنی اس کتاب میں غیر مقلد نے جگہ جگہ بعض کتابت اور پروف ریڈنگ کی غلطی کی وجہ سے مفتی احمد یار خاں فی علیہ الرحمہ کو خائن لکھا ہے، ملاحظہ فرمائیں لکھتا ہے:

مثلاً۔۔۔ اس میں مفتی صاحب نے چار عظیم خیانتیں کی ہیں۔ اولاً حیا کو ہتھیال کر دیا۔ ثانیاً اذنیہ کو منکبہ بنا دیا۔ ثالثاً خط کشیدہ الفاظ درج ہی نہیں کیے۔ رابعاً حاذی باہامیہ کے الفاظ کو اپنی طرف سے روایت میں داخل کر دیا۔ انا للہ۔۔۔

(دین الحق، بجواب جاہ الحق ۲۱۱/۱)

قارئین! ہم نے سطور بالا میں پوری دیانت داری سے اس غیر مقلد کی کتاب سے عبارت نقل کر دی ہے اس کی عبارت میں نقل کردہ الفاظ حدیث نہ بخاری شریف میں ہیں اور نہ ہی مسلم شریف میں، مسلم شریف کے الفاظ ہم نے اوپر بیان کیے ہیں، اور بخاری شریف کے الفاظ یوں ہیں:

رايت النبی ﷺ الفتح التکبیر فی الصلوٰۃ، فرفع یدیه حین یکبر، حتی یجعلہما حذو منکبیه،... الحدیث

یاد رہے کہ یہاں اس غیر مقلد نے صرف ان ہی دو کتب کا حوالہ دیا ہے۔

اب ہم نجدی صاحب سے سوال کرتے ہیں کہ مفتی صاحب کا بقول آپ کے الفاظ کو کم کرنا اور اپنی طرف سے داخل کرنا عظیم خیانت ہے اور بقول آپ کے وہ خائن ہوئے تو جناب۔۔۔! ذرا اپنے بارے میں بھی بتائیے کہ اگر یہی کام آپ کریں تو کیا جناب امین ہی رہیں گے یا کہ خائن بن جائیگے؟۔ کیونکہ یہ کام آپ نے بھی سرانجام دیا ہے، ملاحظہ فرمائیں:

اولاً: بخاری شریف کی روایت کے الفاظ کے مطابق غیر مقلد نے لفظ ”حتی“ کو کم کیا ہے۔ ثانیاً: مسلم شریف کی روایت کے الفاظ کے مطابق غیر مقلد نے ”رايت رسول اللہ ﷺ“ کی جگہ ”رايت النبی ﷺ“ لکھا ہے، اور ”اذا“ اور ”حتی“ کم کیا ہے، جبکہ ”فی“ اور ”حین یکبر یجعلہما“ کا اضافہ کیا ہے، اور ”رفع“ کی جگہ ”فرع“ اور ”یحاذی“ کی جگہ ”حذو“ لکھا ہے، اگرچہ بخاری کا حوالہ پہلے ذکر کیا ہے مگر بخاری کے الفاظ میں سے بھی ”حتی“ کو کم کیا ہے۔

ثالثاً: اس غیر مقلد نے اوپر تو لکھا کہ ”کندھوں اور کانوں تک اٹھانا دونوں طرح سنت ہیں“ لیکن بعد میں اس باب میں کانوں تک اٹھانے پر کوئی دلیل پیش نہیں کی۔



☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما دلی روایت دلیل کے طور پر نقل کرنے کے بعد غیر مقلد نے لکھا ہے: اولاً: اوپر ہم نے حدیث کے الفاظ درج کر دیے ہیں ان میں کندھوں تک ہاتھ برابر کرنے کا ذکر ہے ان میں انگوٹھے کاٹنے کا ذکر تو کیا اشارہ تک بھی موجود نہیں جس سے مفتی صاحب کے بے بنیاد استدلال اور ان کے مذہب کی تقلید کھل جاتی ہے۔

(دین الحق جلد ۳ صفحہ ۲۰۴)

جواب: ناولاً: نجدی صاحب! ذرا اپنے ابو الوفاء سے معلوم کر لیتا تھا کہ ہاتھ کالوں تک اٹھانے کا ذکر اس حدیث میں کہیں موجود ہے یا نہیں، جنہوں نے نجدی مسلک سے بے وفائی کرتے ہوئے ”حدو منکبہ“ کا ترجمہ کالوں تک ہاتھ اٹھانا کیا ہے، ملاحظہ ہو:

”اہل حدیث کا مذہب ہے کہ نماز میں رکوع کرتے ہوئے اور اس سے سر اٹھاتے ہوئے دونوں ہاتھ مثل عجیر تحریر کے کالوں تک اٹھانا مستحب ہیں کیوں کہ صحیح بخاری و مسلم کی روایت ہے عن ابن عمر ان رسول اللہ ﷺ کان یرفع یدہ حدو منکبہ اذا صلح للصلوة .... الخ“۔

(فتاویٰ علمائے حدیث جلد ۳ صفحہ ۵۳ مکتبہ سعیدہ خاندوال)

کارنمین کرام غور فرمائیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ہی روایت اور یہی الفاظ ”حدو منکبہ“ جن سے کالوں تک ہاتھ اٹھانے کو غیر مقلد ابو الوفاء مستحب ہونا قرار دے رہے ہیں اور ”دین الحق“ والے غیر مقلد کی پیش کردہ روایت کے الفاظ بھی وہی ہیں یعنی ”حدو منکبہ“ تو اب ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ نجدی صاحب اپنے غیر مقلد ابو الوفاء کے بے بنیاد استدلال (برعم خویش) اور اپنے مذہب کی تقلید کھٹکے کا جواب تو دیں؟

مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے باب کی سرخی کے بعد پہلی لائن میں ہی لکھا

اہل حق اہل سنت کا ترجمان

ہے کہ کالوں تک ہاتھ اٹھانا سنت ہے یعنی سنت کالوں تک ہاتھ اٹھانے کو قرار دے رہے ہیں جس کا اقرار اس غیر مقلد کو بھی ہے جیسا کہ اس نے شروع میں خود لکھا ہے کہ:

☆۔۔۔ عجیر تحریر کے وقت ہاتھ کندھوں اور کالوں تک اٹھانا دونوں طرح سنت ہیں۔

(دین الحق جلد ۱/۲۰۴)

جناب نجدی صاحب! کالوں تک ہاتھ اٹھانے کا سنت ہونا تو آپ کو بھی تسلیم ہے اور اگر ہاتھوں کے کالوں کو لگ جانے پر جناب کو اعتراض ہے اور آپ سمجھتے ہیں کہ اس طرح نماز نہیں ہوگی تو جناب من اس کی کوئی دلیل تو پیش کریں جس میں ہو کہ کالوں کو اگر انگوٹھے لگ جائیں تو نماز نہیں ہوتی، لیکن قیامت تک اس کی کوئی دلیل آپ پیش نہیں کر سکیں گے۔ اگر اس پر کوئی بھی غیر مقلد کوئی ایک دلیل بھی پیش کر دے تو ہم اس کو من مانگا انعام دیں گے۔

اس بارے میں احناف کا مفتی یہ قول یہی ہے کہ ہاتھ کالوں تک اٹھانے جائیں، لگانے والا قول غیر مفتی ہے۔

مفتی صاحب کے اعتراض کا جواب لکھتے ہوئے یہ غیر مقلد لکھتا ہے کہ:

☆ اولاً: ہم نے کندھوں تک ہاتھوں کا بلند کرنا ثابت کر دیا ہے فریق ثانی پہ لازم ہے کہ وہ یہ ثابت کرے کہ انگوٹھے ہاتھوں سے جدا ہیں۔

☆ ثانیاً: قرآن میں ہے کہ چوری کرنے والے کا ہاتھ کاٹ دیا جائے اور ہادی برحق حضرت محمد ﷺ نے چور کا ہاتھ کھٹنے سے کاٹ کر دکھا دیا کہ انگوٹھا ہاتھ میں شامل ہے۔

(دین الحق جلد ۳ صفحہ ۲۰۵)

جواب:

اولاً: اگر انگوٹھے ہاتھوں سے جدا نہیں ہیں تو انگلیاں بھی تو ہاتھوں سے جدا نہیں ہیں۔ لہذا فقط

اہل حق اہل سنت کا ترجمان



الہیوں کے پوروں کا کہیں تک پہنچ جانا ہی کافی ہوا، جب کہ کسی بھی حدیث کے امام سے یہ بات ثابت نہیں ہے، اگر ہے تو مطلوب ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ قیامت تو آسکتی ہے لیکن یہ گروہ کبھی بھی کسی محدث سے یہ بات ثابت نہیں کر سکے گا کہ فقط الہیاں کہیں تک اٹھانا ہی درست ہے، جیسا کہ ان کی اکثریت کا ٹھل ہے۔

نالیسا: نبی کریم ﷺ نے چور کا ہاتھ گئے تک کاٹ کر یہ واضح کر دیا کہ ہاتھ ملنے تک ہے تو آپ گت کا ابتدا کی حصہ کندھوں کے برابر کر کے دیکھیں کہ انگوٹھے کانوں کی لوٹک پہنچتے ہیں یا نہیں؟ جب اس انداز سے ہاتھ اٹھائے جائیں تو انگوٹھے کانوں کی لوٹک پہنچیں گے اور گت کندھوں سے بھی جدا نہیں کریں گے۔

پس ثابت ہوا کہ استدلال وہی درست ہے جس کو یہ غیر مقلد بے بنیاد کہہ رہا ہے لیکن حقیقت یہی ہے کہ اس نولہ کے ہاتھ اٹھانے کا طریقہ کسی بھی روایت سے ثابت نہیں کیونکہ ان کی الہیوں کے پورے ان کے کندھوں تک بھی نہیں پہنچتے ہیں، بلکہ بعض تو برائے نام رفع الیدین کرتے ہیں جس سے ان کے ہاتھ کہیں تک ہی پہنچتے ہیں جس کے بارے میں آگے انہی کے گھر کی گواہی پیش کی جائے گی، ان شاء اللہ العزیز۔

### انگوٹھے کانوں کی لوٹک پہنچانا الیٰ اللہ کے گھر کی گواہی

مولوی خالد گر جا بھی رفع یدین کرنے کا طریقہ کی سرشی قائم کرنے کے بعد لکھتا ہے:

”رفع یدین اس طرح کرنا چاہیے کہ ہاتھوں کی اٹھیلیاں قبلہ رخ ہوں اور کندھوں کے برابر اونچی ہوں۔ اور ہاتھ پیلے ہوتے ہوں لیکن الہیاں ملی ہوئی ہوں۔ اور ہاتھوں کے انگوٹھے کانوں کی اوٹک پہنچ جائیں۔۔۔۔“ (مسوۃ النبی ﷺ ص ۱۵۲-۱۵۳، ادارہ احیاء السنہ، مگر جا کھ، گوجرانوالہ) ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ انگوٹھے کانوں کی لوٹک کے برابر ہوں تو سب احادیث پر عمل ہو جاتا ہے۔ جیسا

کہ امام شافعی رحمہ اللہ کے حوالے سے بھی آگے آئے گا۔

پس ثابت ہوا کہ طریقہ صحیح یہی ہے جو ہم نے بیان کیا ہے اور بڑے نجدی صاحب کو بھی اقرار ہے کہ انگوٹھوں کے کانوں کی لوٹک پہنچانے سے ہی تمام احادیث پر عمل ہوگا۔

ایک اور غیر مقلد لکھتا ہے

”نماز میں آنحضرت ﷺ سے رفع یدین کی دو حالتیں مروی ہیں ایک کندھوں کے برابر تک ہاتھ اٹھانا اور دوسری حالت ہے کانوں کی لوٹک ہاتھ اٹھانا۔ یہ دونوں ہی درست ہیں اور دونوں پر عمل کیا جاسکتا ہے اور یہی الیٰ اللہ حدیث کا مسلک ہے مگر فرقہ حنفیہ نے ایک سنت تو اپنائی ہے اور دوسری کا سرے سے انکار ہی کر دیا ہے اور جو طریقہ اپنایا ہے اس کے بھی مطابق عمل نہیں کرتے بلکہ کانوں سے بھی ہاتھوں کو بلند کر دیتے ہیں کسی حنفی کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھیں اور تجربہ حاصل کریں۔ لیجئے اب وہ حدیث پیش کرتا ہوں جس کی حنفی مذہب نے مخالفت کی ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں .... اب آپ فقہ حنفی بھی ملاحظہ فرمائیں، فرماتے ہیں

ویرفع یدیدہ مع التكبير..... حتی یحاذی بابہامیدہ شحمة اذنیہ

[براہین ج ۱، ص ۹۸، کتاب الصلوٰۃ باب صفۃ الصلوٰۃ بشرح وقایہ ص ۱/۶۳، منیۃ المصلی ص ۲۵،

قدوری ص ۳۹] یعنی تکبیر کہتے ہو۔ اپنے ہاتھوں کو بلند کرے یہاں تک کہ اپنے انگوٹھوں کو

اپنے کانوں کی لوٹک پہنچائے۔“

قارئین! غور فرمائیں کہ کس طرح حدیث کی مخالفت کی جا رہی ہے۔

(احناف کا رسول اللہ ﷺ سے اختلاف صفحہ ۲۷۸-۲۷۹، ارادہ تحفظ افکار اسلام، میرپور، ... شیخوپورہ)

☆ قارئین! اولاً: اس غیر مقلد نے بھی پہلے غیر مقلد کی طرح ایک سنت پر تو دلیل پیش کی



مگر دوسری سنت پر دلیل پیش نہیں کی، شاید اس لیے کہ ان لوگوں میں سے اس سنت پر کبھی کسی نے عمل کیا ہی نہیں اور یہ ہے بھی حقیقت کیونکہ اکثر ان کو دیکھا گیا ہے کہ یہ کندھوں سے اوپر ہاتھ اٹھانا گوارا ہی نہیں کرتے بلکہ اکثریت تو کندھوں تک اٹھانا بھی گوارا نہیں کرتی صرف کہنوں تک ہی ان کے ہاتھ اٹھتے ہیں اس کا تجربہ کرنے کے لیے ان کی مساجد میں جا کر دیکھ لیں۔

ثانیاً: ان غیر مقلدین کی کتب کو دیکھ کر یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ان کو کندھوں تک ہاتھ اٹھانے والی سنت سے تو (برائے نام) محبت ہے لیکن کالوں کی لوٹک ہاتھ اٹھانے سے بڑا ہے اسی لیے تو دونوں نے ہی اس پر کوئی دلیل قائم نہیں کی، صرف ابتدا میں لکھنے پر ہی اکتفاء کیا ہے۔

غیر مقلدین کا عام عمل اور اس پر دلیل پیش نہ کرنا تو یہی ثابت کرتا ہے کہ یہ سرے سے ہی اس کے منکر ہیں صرف لکھنے کی حد تک تسلیم کرتے ہیں اور عمل۔۔۔۔۔

ثالثاً: جس پر دلائل پیش کرتے ہیں اس پر بھی عمل نہیں کیونکہ ان کی اکثریت غیر مردیوں میں بھی صرف چھاتی بلکہ کہنوں تک ہی ہاتھ اٹھانا گوارا کرتی ہے، جیسا کہ اس کا اقرار خود ان کے مولوی کو بھی ہے۔ خواجہ قاسم غیر مقلد لکھتا ہے:

”بعض اہل حدیث رفع یدین بالکل برائے نام کرتے ہیں یعنی کہنوں تک اور بعض حضرات سر سے بھی اوپر لے جاتے ہیں [ہم نے نہیں دیکھا۔ از ناقل] یہ دونوں انتہائی نادرست اور بے ثبوت ہیں بعض لوگ رفع یدین کو کافی دیر تک ٹھہرائے رکھتے ہیں اس کا بھی کہیں ذکر نہیں۔“

(قد قامت الصلوۃ صفحہ ۱۹۹، ادارہ احیاء السنۃ، مگر چاکھ، گوجرانوالہ)

کیوں جی مولوی صاحب اب دیکھیں کہ حدیث کی مخالفت کون کر رہا ہے اور رسول اللہ ﷺ سے اختلاف کون کر رہا ہے؟ کہنوں یا غیر مردیوں میں چھاتی تک رفع یدین کرنے والے کس حدیث پر عمل کر رہے ہیں؟

رابہاً: یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ وہ احادیث جو کالوں کی لوٹک ہاتھ اٹھانے کی دلیل ہیں ان کی مخالفت اختلاف نہیں بلکہ غیر مقلدین ہی کرتے ہیں۔ لہذا رسول اللہ ﷺ سے اختلاف کا نہیں بلکہ غیر مقلدین کا اختلاف ہے کیونکہ اختلاف تو اس طرح ہاتھ اٹھانے کے قائل ہیں کہ تمام احادیث پر عمل ہو سکے، جس کے بارے میں ہم آگے ذکر کریں گے، ان شاء اللہ العزیز۔

فارق الرضیٰ زوالی کی کم علمی اور گھر سے بے خبری

تاریخین ۱: جس بات کو غیر مقلد نے حدیث کی مخالفت قرار دیا ہے وہ یہ ہے کہ انگوٹھوں کو اپنے کالوں کی لوٹک پہنچانا۔

جبکہ ان کے بڑے تسلیم کرتے ہیں کہ یہ طریقہ درست ہے بلکہ کالوں سے بھی بلند ہو جائیں تو بھی درست ہے اور اسی طرح تمام احادیث پر عمل ہوگا، جیسا کہ غیر مقلدین کے مولوی صادق سیالکوٹی جس کے بارے میں لقمان سطلی غیر مقلد نے لکھا ہے کہ

”دور حاضر میں توحید خالص اور قرآن و سنت پر عمل کی دعوت دینے والے جو علمائے کرام سرخیل مانے جاتے ہیں ان میں مولانا محمد صادق سیالکوٹی رحمہ اللہ ایک ممتاز حیثیت رکھتے ہیں بلکہ اس جماعت حق کے ہر اول دست کے ایک فرد خاص ہیں۔“

(مقدمہ سبیل الرسول صلی اللہ علیہ وسلم، کتب خانہ لاہور)

اس کی کتاب ”صلوۃ الرسول“ پر انہی کے بڑوں نے تحقیق و تخریج کی اور فوائد و تعلیقات کا کام کیا اور وہ بڑے جن کو غیر مقلدین ذہنی زماں کہتے ہیں جیسا کہ خالد ظفر اللہ غیر مقلد نے زیر علیزئی کو کہا، ملاحظہ ہو نور العینین پر لکھا ہوا آرٹ پیج کا کور جس کو مکتبہ اسلامیہ فیصل آباد نے شائع کیا

اسی کتاب میں صفحہ ۸ پر اس کو تحقیق دوران کہا ہے اور جس کے بارے میں لکھا کہ متون حدیث نبوی ﷺ کی تخریج و تعلیق اور اسامہ الرجال آپ کے خصوصی میدان تحقیق ہیں۔ صفحہ ۱۲







قارئین کرام! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ رفع الیدین کے طریقہ میں غیر مقلدین کس طرح تشابہات بنانیوں کا شکار ہیں کوئی کچھ کہہ رہا ہے اور کوئی کچھ۔

اب آئیے احادیث نبوی ﷺ کی طرف کہ کندھوں تک ہاتھ اٹھانے کے علاوہ روایات میں کہاں کہاں تک کا ذکر ہے، تو کندھوں کے بعد ہاتھ کانوں تک اٹھانے کے بارے میں صحیح مسلم شریف میں روایت ہے۔

### کانوں تک ہاتھ اٹھانا

عن مالک بن الحویرث ان رسول اللہ ﷺ کان اذا کبر رفع یدیه حتی یحاذی بہما اذنیہ... حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ جب تکبیر (تحریر) کہتے تو اپنے مبارک ہاتھوں کو اٹھاتے یہاں تک کہ ان کو کانوں کے برابر کرتے۔

(صحیح مسلم ۱/۱۶۸ کراچی، ومسند المستخرج علی صحیح مسلم ۷۵۰) دار الکتب العلمیہ، بیروت، و صحیح ابن حبان ۵/۱۷۶ (۱۸۶۳) مؤسسة الرسالة، بیروت، ومسند الشامیین طبرانی (۲۶۳۵) مؤسسة الرسالة، بیروت، ومعجم الکبیر طبرانی ۸/۲۶۱ (۱۵۹۸۰، ۱۵۹۸۲، ۱۵۹۸۳) دار الکتب العلمیہ، بیروت، و جزء ابن العطریف (۸۰) دار البشائر الاسلامیہ، بیروت، وسنن الکبریٰ بیہقی ۲/۲۵ نشر السنۃ، ملتان، ومعرفة السنن والاکثار ۱/۵۳۳ دار الکتب العلمیہ، بیروت، وغیرہم) اس باب میں حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے [صحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۷۳] حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ [مسند ابویعلیٰ ۴۰۱ (۱۷۰۱)] دار المعرفۃ بیروت۔

وغیرہما سے روایات مروی ہیں۔

### ہاتھ کانوں سے بلند اٹھانا

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ ہی حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کی روایت کو ایک اور سند کے ساتھ بیان کرتے ہوئے روایت کرتے ہیں... اللہ راٰی نبی اللہ ﷺ وقال حتی یحاذی بہما فروع اذنیہ.... یعنی انہوں نے اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ کو دیکھا اور فرمایا کہ (آپ ﷺ نے اپنے ہاتھوں کو بلند کیا) حتیٰ کہ ان کو کانوں سے بھی اوپر اٹھایا۔

(صحیح مسلم ۱/۱۶۸ کراچی، ومصنف ابن ابی شیبہ ۱/۲۶۳-۲۶۵ مکتبہ امدادیہ ملتان، وسنن نسائی ۲۲ (۱۰۵۸) دار ابن حزم، بیروت، ومسند احمد ۳/۳۳۶ (۱۵۲۸۵) بیت الافکار الدولیہ، و جزء ابن عرفة (۲۳) دار الاقصیٰ الکویت، ومسند السراج ۲۳ ادارۃ العلوم الاثریہ فیصل آباد، وسنن الکبریٰ بیہقی ۲/۲۵-۷۰ ملتان، ومعجم الکبیر طبرانی ۸/۲۶۲، دار الکتب العلمیہ، بیروت وغیرہم)

### انگوٹھے کانوں کی لو کے برابر کرنا

عن عبد الجبار بن وائل عن ابيه انه رأى النبی ﷺ اذا افتتح الصلاة رفع یدیه حتی تکاد ابهاماه یحاذی شحمة اذنیہ... عبد الجبار بن وائل اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا جب آپ ﷺ نے نماز شروع فرمائی، اپنے ہاتھوں کو اٹھایا یہاں تک کہ آپ ﷺ کے دونوں ہاتھوں کے انگوٹھے آپ ﷺ کے کانوں کی لو کے برابر تھے۔

(سنن النسائی ۱۳۷ (۸۸۳) لفظہ، دار ابن حزم بیروت، والسفر الثانی من



تاریخ ابن ابی خثیمہ (۳۳۶۱) [ق]، بمسند احمد ۳/ ۱۶۳، بیت الافکار الدولية، وسنن ابو داود ۱۲۰/ ۱۲۱ (۷۳۷) دار ابن حزم، بیروت، وسنن الکبری نسائی ۱۵۶/ ۱ (۹۵۸) مکتبۃ الرشد، الرياض، ومنتقى حديث أبي عبد الله محمد بن مخلد الدوري (۳۹) [ق] ومعجم الصحابة ابن قانع (۱۸۳۸) نزار مصطفى الباز، الرياض، ومعجم الكبير طبرانی ۱۵۲/ ۹ (۷۵۳۰) دار الكتب العلمية، بيروت، وتاريخ بغداد ۵۶۵/ ۱۱ الغرب الاسلامي، بيروت، وتسمية ما روي عن الفضل بن دكين احمد بن عبد الله الأصبهاني (۷۰) دار العاصمة، الرياض، وحديث ابن السمك والخلدي (۳۱) البشائر الاسلامية بيروت، وغيرهم )

ہاتھ اٹھانے کے معاملہ میں ان روایات میں کوئی تعارض بھی نہیں ہے، جیسا کہ امام ابن حمام فرماتے ہیں کہ: قال ابن الهمام ولا معارضة فان محاذاة الشحمتين بالابهامين تسوغ حكاية محاذاة اليدين المنكبين والاذنين لان طرف الكف مع الرسغ يحاذي المنكب او يقربه والكف نفسه يحاذي الاذن.

یعنی امام ابن حمام رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہاتھ اٹھانے والی روایات میں کوئی تعارض نہیں کیونکہ انگوٹھے کانوں کی نوک کے برابر ہوں گے تو ہاتھ کندھوں اور کانوں کے برابر خود ہی ہوں گے کیونکہ ہتھیلیوں کا ابتدائی حصہ کندھوں کے برابر ہوگا اور خود ہتھیلیاں کانوں کے برابر ہوں گی۔

(شرح مسند الامام اعظم للملا علی القاری صفحہ ۴۹۳)

نیز حدیث مبارکہ سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے

عن عبد الجبار بن وائل عن أبيه أنه أبصر النبي ﷺ حين قام إلى الصلوة رفع

الحن الحن سنت کا ترجمان

بدیہ حتی کانتا بحیال منکبیه و حاذی ابهامیه [بابہامیہ] اذلیہ لم کبر.

حضرت عبد الجبار بن وائل اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا جب آپ ﷺ نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو آپ ﷺ نے اپنے ہاتھوں کو اٹھایا حتی کہ آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک کندھوں کے برابر اور انگوٹھے کانوں کے برابر تھے پھر آپ ﷺ نے تکبیر کی۔

(سنن ابو داود ۱۰۵/ ۱ کراچی، بوص ۱۸ (۷۲۳) بیروت، وشرح السنة بغوی ۲۶/ ۳ (۵۶۲) المکتب الاسلامی، بیروت، سنن الکبری بیہقی ۲/ ۲۵ ملتان)

### ایک اعتراض

یہ روایت عبد الجبار بن وائل عن ابیہ مروی ہے اور عبد الجبار کا اپنے والد وائل بن حجر سے سماع ثابت نہیں جیسا کہ امام نسائی، ابن ابی حاتم وغیرہا نے صراحت کی ہے گو کہ عبد الجبار ثقہ ہے مگر اس کی اپنے والد سے روایت مرسل ہے۔

جواب:

اولاً: امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ عبد الجبار بن وائل کی اس کے باپ سے مذکورہ بالا روایت کو بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ:

”عبد الجبار بن وائل لم یسمع من أبيه، والحديث في نفسه صحيح“.

یعنی عبد الجبار بن وائل نے اپنے باپ سے نہیں سنا مگر یہ حدیث فی نفسہ صحیح ہے۔

(سنن الکبری نسائی ۱۵۶/ ۱، مکتبۃ الرشد، الرياض)

ثانیاً: اس کے متابع اور شاہد موجود ہیں جن کی وجہ سے یہ روایت قابل استدلال ہے، ملاحظہ فرمائیں:

ابن حن الحن سنت کا ترجمان







بول المرسل.

یعنی تابعین سب کے سب اس بات پر متفق تھے کہ مرسل قابلِ حجت ہے تابعین سے لے کر دوسری صدی کے آخر تک آئمہ میں سے کسی نے بھی مرسل کا انکار نہیں کیا۔ گویا کہ امام شافعی رحمہ اللہ ہی پہلے بزرگ ہیں جنہوں نے مرسل کے ساتھ احتجاج کرنے سے انکار کیا۔ (مقدمۃ التمهید ۴/۱)

لیکن یہ روایت تو امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک بھی قابلِ احتجاج ہے کیونکہ اس کو اور احادیث صحیحہ و آثار سے بھی تائید حاصل ہے۔ پس واضح ہوا کہ یہ حدیث مبارکہ قابلِ احتجاج ہے۔

اور پھر صرف احناف ہی نہیں بلکہ مالکی اور شافعی بھی ان احادیث میں تطبیق کے قابل ہیں اور کانوں تک ہاتھ اٹھانے کے قائل و قائل ہیں۔

مالکی: علامہ باہی مالکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وقال الباجی من المسالک فاننا نقول كان يحاذی بکفیه منکبہ وباطراف اصابعه اذنیہ فالجمع بین الحدیثین اولی من اطراح احدھما. (1)

یعنی مالکیہ میں سے علامہ باہی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بے شک ہم یہ کہتے ہیں کہ اپنی ہتھیلیوں کو کندھوں کے برابر کرے اور انگلیوں کے اطراف کو کانوں کے برابر کرے اس لیے کہ احادیث کو جمع کرنا بہتر ہے اس سے کہ ایک کو چھوڑ دیا جائے اور دوسری پر عمل کیا جائے۔

(اوجز المسالک ۲۰۱/۱)

شافعی: علامہ نووی رحمہ اللہ ابو الحسن احمد بن سيار رحمہ اللہ کے حوالے سے فرماتے ہیں:

واما صفة الرفع فالمشہور من مذهبنا ومذهب الجماہیر انہ یرفع یدیدہ حذو منکبہ بحیث یحاذی اطراف اصابعه فروع اذنیہ ای اعلا اذنیہ وابہامہ

شحمتی اذنیہ وراحتہ منکبہ فہذا معنی قولہم حذو منکبہ وبہذا جمع الشافعی رحمہ اللہ تعالیٰ بین روایات الاحادیث.

یعنی ہمارا اور جمہور اہل علم کا مشہور مذہب ہاتھوں کو اٹھانے میں یہ ہے کہ ہاتھوں کو کندھوں تک اس طرح اٹھائے کہ انگلیوں کو کانوں کے اوپر والے حصہ کے برابر کرے اور انگوٹھوں کو کانوں کی لو تک اور ہتھیلیوں کو کندھوں کے برابر کرے، ہاتھوں کو کندھوں کے برابر اٹھانے کا یہی مطلب ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ نے بھی اسی طرح احادیث میں تطبیق دی ہے۔

(مسلم مع شرح النووی ۶۷۱/۱ اکراچی)

قارئین غور فرمائیں کہ: ”فہذا معنی قولہم حذو منکبہ“ یعنی ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھانے کا یہی معنی ہے کہ انگوٹھے کانوں کی لو تک پہنچیں اور انگلیاں کانوں کے اوپر والے حصہ تک۔

یہی بات مفتی احمد یار خان نسیمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں تو غیر مقلد نے بازاری زبان استعمال کی اور اس استدلال کو بے بنیاد کہا جبکہ یہ استدلال صرف مفتی صاحب کا ہی نہیں بلکہ بقول امام نووی رحمہ اللہ جمہور اہل علم کا ہے۔

### امام شافعی کا قول اور ان احادیث میں تطبیق

و ذکر الطیبی ان الشافعی حین دخل مصر سنل عن کیفیۃ رفع الیدین عند التکبیر فقال یرفع المصلی یدہ بحیث یکون کفاه حذاء منکبہ وابہامہ حذاء شحمتی اذنیہ، واطراف اصابعه حذاء فروع [فروع] اذنیہ. لانه جاء فی روایۃ یرفع الیدین الی المنکبین، وفی روایۃ الی الاذنین، وفی روایۃ الی فروع الاذنین. فعمل الشافعی بما ذکرنا فی رفع الیدین جمعا بین الروایات الثلاث



قلت: هو جمع حسن.

علامہ طبری رحمہ اللہ نے ذکر کیا کہ جب امام شافعی رحمہ اللہ مصر میں داخل ہوئے تو ان سے بکیر کے وقت رفع یدین کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: نمازی اپنے ہاتھوں کو اس طرح اٹھائے کہ اس کی ہتھیلیاں اس کے کندھوں کے برابر رہیں اور اس کے انگوٹھے اس کے کانوں کی لو کے برابر ہوں اور اس کی انگلیاں کانوں کے اوپر حصہ تک ہوں، اس کی وجہ یہ ہے کہ بعض روایات میں ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھانے کا ذکر ہے اور بعض میں کانوں تک اٹھانے کا ذکر ہے اور بعض میں کانوں کے اوپر حصہ تک کا ذکر ہے تو امام شافعی رحمہ اللہ نے تمام روایات کو جمع کرنے کا عمل بتا دیا کہ اس طرح ہاتھ اٹھائے جائیں جیسے میں نے بیان کیا ہے تو تینوں روایات پر عمل ہو سکے گا۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ تطبیق بہت اچھی ہے۔

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ۲/ ۵۰۲ حقاہیہ ملتان، ۲/ ۶۵۳ دار الکتب العلمیہ بیروت، و

شرح الطبری علی مشکاة العصابیح ۲/ ۳۳۱، دار الکتب العلمیہ بیروت)

شراح بخاری امام شہاب الدین احمد تستانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وقد جمع الشافعی بینہما فقال یرفع یدیه حلوا منکبہ بحدیث یحاذی اطراف اصابعہ فروع اذلیہ ای اعلی اذلیہ وابہامہ شحمتی اذلیہ وراحتہ منکبہ.

اور تحقیق امام شافعی رحمہ اللہ نے ان دونوں کو جمع فرمایا تو فرمایا: ہاتھوں کو کندھوں تک اس طرح اٹھائے کہ اپنی انگلیوں کو کانوں کے اوپر کے حصہ کے برابر کرے اور انگوٹھوں کو کانوں کی لو تک اور ہتھیلیوں کو کندھوں کے برابر کرے۔

(ارشاد الساری شرح صحیح البخاری جلد ۲ صفحہ ۲۳۲، دار الفکر بیروت)

اب آئیں اصل مسئلہ کی طرف جس کے بارے میں ہمارے سامنے سب سے پہلے وہ روایات

ہیں جن میں اس بات کا ذکر ہے کہ ہاتھ کندھوں تک اٹھائے جائیں۔

اب ہتھیلی کا ابتدائی حصہ جو کہ کلائی کے ساتھ ملا ہوا ہے اس کو کندھوں کے برابر کریں کیونکہ اس پر بھی ہاتھ کا ہی اطلاق ہوتا ہے اور دوسری روایات ہمارے سامنے کانوں تک والی ہیں جب ہم مذکورہ طریقہ سے ہاتھ اٹھائیں گے تو ہاتھ کانوں تک بھی ہوں گے اور انگوٹھے کانوں کی لو تک پہنچ جائیں گے، پس ان روایات پر بھی عمل ہو جائے گا جن میں انگوٹھے کانوں کی لو کے برابر کرنے کا ذکر ہے، اور انگلیاں کانوں سے تھوڑی سی اوپر چلی جائیں گی، تو ان روایات پر بھی عمل ہو جائے گا جن میں ہاتھ کانوں سے بلند اٹھانے کا ذکر ہے۔ پس اگر کندھوں تک ہاتھوں کی ہتھیلیوں کا درمیانی حصہ بھی ہو تب بھی ان روایات کی مخالفت ہوگی جن میں ہاتھوں کو کانوں سے بلند کرنے کا ذکر ہے، جس کا مولوی فاروق غیر مقلد نے انکار کیا ہے کیونکہ اس نے لکھا کہ ”مگر فقہ حنفیہ نے ایک سنت تو اپنائی اور دوسری کا سرے سے انکار ہی کر دیا اور جو طریقہ اپنایا ہے اس کے بھی مطابق عمل نہیں کرتے بلکہ کانوں سے بھی ہاتھوں کو بلند کر دیتے ہیں“

پس صحیح مسلم کی مذکورہ روایت کے مطابق ہاتھ کانوں سے بھی بلند کرنا ثابت ہے تو معلوم ہوا کہ یہ بات لکھ کر مولوی فاروق غیر مقلد نے خود رسول اللہ ﷺ سے اختلاف کیا کیونکہ اس نے اپنی کتاب میں اس بات اور انگوٹھوں کا کانوں کی لو تک پہنچنا حدیث کی مخالفت بتایا ہے، اس طرح انگوٹھے کانوں کی لو تک نہیں پہنچیں گے جو کہ احادیث سے ثابت ہے، یہ دوسری مخالفت ہوگی۔

اکثر غیر مقلدین کے ہاتھوں کی انگلیاں بمشکل کندھوں سے قدرے تجاوہ کرتی ہیں جبکہ اس حالت میں وہ کانوں تک بھی نہیں پہنچتی تو یہ تیسری مخالفت ہوگی۔

اب مولوی صاحب کو سمجھ تو آئی جائے گی کہ رسول اللہ ﷺ سے اختلاف کن کو ہے کیونکہ اگر



# کرشن کی جنم اشٹمی، کرشن مادھائی جلدی

مولانا عرفان رضوی حفظہ اللہ

ہندوؤں کے عقیدہ کے مطابق اصل دیوتا (خدا) تین ہیں، برہما، وشنو، شیو۔ باقی جتنے بھی خدا ہیں وہ سب ان دیوتاؤں کے اوتار (روپ) ہیں، ہندوؤں کے مطابق برہما پیدا کرتا ہے، وشنو پالتا ہے اور شیو موت دیتا ہے، ان دیوتاؤں میں سے صرف وشنو کی صورتوں میں دنیا میں آیا، اور دنیا کی پرورش وغیرہ کی، اور جلد ہی اس کو خدائے مطلق کا درجہ حاصل ہو گیا، ہندوؤں کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ وشنو دیوتا کتنی مرتبہ دنیا میں پیدا ہوا، اور کتنی مرتبہ مراد الہتہ ہندوؤں کے سب فرقے اس بات پر متفق ہیں کہ وشنو کی کم از کم ۹ مرتبہ پیدائش اور موت ہو چکی ہے اور ان میں سے آٹھویں دفعہ وشنو جب پیدا ہوا تو اس کا نام کرشن جی رکھا گیا، ہندوؤں کے دھرموں یعنی کوروں اور پانڈوں کے درمیان ایک زبردست طویل جنگ ہوئی تھی جس میں کرشن نے پانڈوؤں کی طرف سے شرکت کی تھی اور ان کو فتح سے ہمکنار کر دیا تھا اور یہی جنگ اس کی شہرت کا باعث بنی تھی۔ جس دن کرشن پیدا ہوا تھا اس دن کو ہندوؤں نے تہوار کا دن قرار دیا اور اس کے جنم دن کے تہوار کو وہ ”کرشن جی کی جنم اشٹمی“ کے نام سے مناتے ہیں۔

کسی مسلمان کے متعلق یہ تصور بھی نہیں کیا جاسکتا کہ وہ کرشن کی جنم اشٹمی میں شرکت کرے اور ہندوؤں کے کندھے سے کندہ لگا کر اس تہوار کو منائے، لیکن حیرت ہے اُن لوگوں پر جو میاں مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وبارک وسلم کو تو بدعت اور شرک کہہ دیتے ہیں، لیکن کرشن جی

ہاتھوں کا کچھ حصہ یعنی گٹ کندھوں سے اوپر بھی ہوگا تو بھی تین قسم کی روایات پر عمل ہو جائے گا لیکن غیر مقلدین کے طریقہ کے مطابق تو تین قسم کی مخالفت ہوگی۔

لیکن احناف کا طریقہ تو یہی ہے کہ ہاتھ کا ابتدائی حصہ یعنی گٹ کندھوں کے برابر کرتے ہیں اور انگوٹھے خود بخود کانوں کی لوٹک پہنچتے ہیں اور انگلیوں کا کچھ حصہ کانوں سے بلند ہوتا ہے رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق تو یہی عمل ہے۔ جیسا کہ انہیں کے بڑوں سے ہم نے سیکھا ہے۔

قارئین! جس استدلال کو غیر مقلد نے ”دین الحق“ میں بے بنیاد کہہ کر رد کیا ہے اس استدلال میں مفتی صاحب کے ساتھ شوافع اور جمہور اہل علم بھی شامل ہیں، اور تو اور اس استدلال کو حدیث مبارکہ سے بھی تقویت حاصل ہے پھر غیر مقلدین کے بڑے بھی اس کو تسلیم کرتے ہیں اور انہوں نے بھی لکھا کہ اس طرح تمام احادیث پر عمل ہو جائے گا جیسا کہ پیچھے ذکر ہوا۔

لیکن غیر مقلد نجدی گروہ ذرا انصاف کا دامن تمام کر اپنے ٹولے کے لوگوں کو دیکھیں کہ ان کے رفع الیدین کا طریقہ کیا ہے ان کی تواغلیاں ہی بمشکل کندھوں تک جاتی ہیں باقی ہاتھ نیچے ہی رہتا ہے اور جن الفاظ حدیث سے غیر مقلد نے ہاتھ کندھوں تک اٹھانے کا معنی بیان کیا ہے ان الفاظ کے صحیح معنی بقول احمد بن سید یہ ہیں کہ انگوٹھے کانوں کی لوٹک اور ہتھیلیاں کندھوں کے برابر اور انگلیاں کانوں کے اوپر والے حصہ تک اٹھائی جائیں اور یہی صحیح معنی بھی ہیں جس کی تائید غیر مقلدین کے ابوالوفاء کے استدلال سے بھی ہوتی ہے۔



کی جنم اشٹمی میں انتہائی عقیدت و احترام کے ساتھ شرکت کرتے ہیں، کیوں؟ کیا اس وجہ سے کہ یہاں دو عالم کے سردار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وبارک وسلم کی ولادت کا دن ہے اور وہاں شیطان کے چیلے کے جنم کا دن۔ لاجور ولاقوة اللہ بالہ۔

ان کو بغضِ نبی نے ہر بند سے آزاد کیا لاکے کہے سے صنم خانے میں آہا کیا

جی ہاں اہل حدیث فرقہ کے زبردست عالم اور پیشوا شیخ سلیمان منصور پوری نے اس شرکیہ اور ناپاک جنم اشٹمی میں شرکت کی اور نہ صرف شرکت کی بلکہ وہاں ایک زبردست خطاب بھی کیا، کیا یہ خطاب ہندو مذہب کے رد پر تھا؟ نہیں بلکہ شیخ سلیمان نے ان کو اس تقریر میں ہندو مذہب کے متعلق وہ معلومات دیں جو بڑے بڑے ہندوؤں کو بھی معلوم نہ تھیں چنانچہ مشہور و معروف وہابی میرٹ نگر محمد اسحاق بھٹی لکھتے ہیں:

ہندو مذہب کے متعلق بھی انہیں (یعنی قاضی محمد سلیمان منصور پوری وہابی کو) بڑی معلومات حاصل تھیں ایک مرتبہ پٹیالہ میں کرشن جی مہاراج کی جنم اشٹمی پر ہندوؤں نے جلسہ کیا، جس میں ریاست پٹیالہ کے ہندو مقرر اور پنڈت بھی شامل تھے اور مختلف علاقوں اور شہروں سے بھی بعض ہندو پادہ بنگلوں اور پرچار کو بلایا گیا تھا، جلسے کے اصحاب انتظام نے قاضی صاحب کو بھی شرکت و تقریر کی دعوت دی قاضی صاحب نے اس جلسے میں جو تقریر کی، ہندو اس سے بہت متاثر ہوئے وہ حیران تھے کہ اس موضوع سے متعلق اتنی معلومات انہیں کہاں سے حاصل ہوئیں وہ تقریر اس دور کے ہندوؤں کے کئی رسائل و جرائد میں شائع ہوئی اور اس کی وساطت سے اس موضوع کی بہت سی نئی باتیں لوگوں کے علم میں آئیں، بہت سے تعلیم یافتہ ہندو پوچھتے تھے کہ قاضی صاحب نے یہ نادر معلومات کہاں سے حاصل کیں۔

(میرٹ قاضی محمد سلیمان منصور پوری صفحہ ۱۲۰ مکتبہ سلفیہ شیش محل لاہور)

سیدنا عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام، عیسائیوں کے اللہ کے بیٹے ہیں، ان کے نزدیک ۲۵ دسمبر کو معاذ اللہ اللہ کے بیٹے کی پیدائش ہوئی اور اس دن وہ خوشی کا اظہار رقص و سرور، شراب و کباب، زبردست فحاشی اور عریانی سے کرتے ہیں، نہایت تعجب کی بات ہے کہ الحمد للہ فرقہ نہ ماننے پر آئے تو عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے علاوہ کسی دن کو عید ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتا اور ۱۲ ربیع الاول کو عید کہنے پر تو اپنی پوری قوت کے ساتھ دشمنی نکالتا ہے اور اگر ماننے پر آئے تو کرسس جیسی ناپاک اور فحش عیسائی مذہبی رسم کو بھی عید ماننے اور اس میں خوشی منانے کے لئے تیار ہو جاتا ہے، کسی نے ان کے متعلق کیا خوب کہا ہے:

کرسس میں تم ہونصاری تو اشٹمی میں ہندو سید ہابی ہیں جنہیں دیکھ کر شرما کیں یہود

چنانچہ غیر مقلدین کے زبردست مسرور و حدیث شیخ وحید الزماں نے لکھا:

واما الفرح فی عید کرسس اعنی یوم ولادۃ سیدنا عیسیٰ بن مریم  
فالفرح یوم ولادۃ نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وبارک وسلم ونحن احق  
بموسیٰ وعیسیٰ وسانل الانبیاء من الکفار۔

یعنی: رہا کرسس کی عید یعنی حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے یوم پیدائش پر خوشی کرنا جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے یوم پیدائش پر خوشی کی جاتی ہے تو ہم حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اور تمام انبیاء علیہم السلام کی خوشی منانے میں کافروں سے زیادہ حق دار ہیں۔ (حدیث المہدی صفحہ ۳۶ ناشر جمعیت اہلسنت لاہور)

فرقہ المجددیت کے بعض مناظر مجلس میلاد کا سختی سے رد کرتے ہیں اور اس کو بدعت کہنے میں شک و شبہ کو بھی دخل نہیں دیتے چنانچہ ان کے مذہب کے مشہور و معروف مناظر ثناء اللہ امرتسری نے مجلس میلاد کے بارے میں فتویٰ دیا کہ:



”اس کے بدعت ہونے میں کیا شک ہے۔“

(فتاویٰ ثنائیہ جلد ۱۵ صفحہ ۱۱۵ مطبوعہ مکتبہ ثنائیہ سرگودھا)

ولادتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وبارک وسلم کی مجلس اس فرقہ کے نزدیک بدعت ہوئی تو کسی کی وفات کی مجلس و جلسہ بھی ان کے نزدیک بدعت ہونا چاہئے تھا اور اگر وہ جلسہ ماتمی ہو تو پھر تو اس کے بدعتی ہونے میں کسی قسم کے شک و شبہ کو دخل بھی نہیں ہونا چاہئے تھا، لیکن اس فرقہ کے نزدیک خیر و عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وبارک وسلم کے ولادت کی مجلس تو بدعت ہے لیکن اپنے مولوی کی وفات کا ماتمی جلسہ بالکل جائز و ثابت ہے، چنانچہ وہابی سیرت نگار محمد اسحاق بھی اپنے ہم مسلک مولوی محمد سلیمان منصور پوری کی موت پر الحمد للہ فرقہ کے بڑے مرکز مدرسہ دارالحدیث رحمانیہ کے طلباء اور اساتذہ کے ماتمی جلسہ کا نقشہ کچھ یوں کھینچتے ہیں:

جمع طلبائے رحمانیہ کا یہ ماتمی جلسہ مولانا قاضی محمد سلیمان صاحب پٹیالوی کی وفات پر کامل درود غم کا اظہار کرتا ہوا ان کے پسماندگان کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرتا ہے۔

(تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری صفحہ ۳۰ مطبوعہ مکتبہ السننہ شیش محل لاہور)

تعصب چھوڑ، نادان نجدیت کے آئینہ خانے میں

یہ تصویریں ہیں تیری جن کو سمجھا ہے برا تو نے

فتاویٰ الحمد للہ میں میلا دشریف کو بدعت ثابت کرنے کے لئے وہابی مولوی ثناء اللہ نے کئی صلیے کالے کر ڈالے، یہاں تک کہ ولادت مبارکہ کے ذکر کو بھی متنازع قرار دے کر بدعت کی فہرست میں داخل کرتے ہوئے لکھا کہ: واضح رہے کہ مولود متنازع یہ ہے ”مجلس میں قرآن خوانی، نعت خوانی، ذکر ولادت۔۔۔“ (فتاویٰ ثنائیہ جلد ۱۲ صفحہ ۱۲ مکتبہ ثنائیہ سرگودھا)

لیکن! جب خود اپنے مولوی کے ذکر ولادت کا تذکرہ چھڑتا ہے تو سب کچھ جائز ہو جاتا

اہل حق اہل سنت کا ترجمان

ہے، جی ہاں غیر مقلدین کے زبردست مولوی محمد علی نکھوی نے برسرِ منبر، جمعہ کے خطبہ میں خود اپنے ولادت کا ذکر اس دل کش انداز میں کیا کہ تمام وہابی جذبات پر قابو نہ پا سکے اور سب نے رونا شروع کر دیا، چنانچہ وہابی سیرت نگار محمد اسحاق بھی نے اس بارے میں کچھ اس طرح لکھا:

مولانا محمد علی نے خطبہ جمعہ میں اپنی پیدائش کا واقعہ بیان کیا اور فرمایا: میں مرزا غلام احمد قادیانی کی بددعا کا نتیجہ ہوں، یہ الفاظ انہوں نے کچھ اس انداز سے کہے اور پورا واقعہ اس اسلوب سے ان کی زبان سے ادا ہوا کہ سامعین کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

حضرات محترم! کسی وہابی نے اپنے مولوی کو یہ نہیں کہا کہ جب ہم اپنے نبی کے ولادت کے تذکرہ کو جائز نہیں سمجھتے تو آپ کو بھی اپنے ذکر ولادت کی اجازت نہیں، لیکن کسی وہابی نے اپنے مولوی کو اس سے نہیں روکا، کیا اس وجہ سے کہ وہاں نبی کا معاملہ تھا اور یہاں اپنے گھر کے مولوی کا معاملہ ہے، نعوذ باللہ تعالیٰ۔

خالمو! محبوب کا حق تھا نبی عشق کے بدلے صداوت کیجئے

ہم قارئین کو دعوتِ انصاف دیتے ہیں کہ وہ لوگ جو میلا دشریف کے مقابلہ میں ختمِ اشعی، کرسمس، ماتمی جلسہ کو ترجیح دیتے ہیں کیا وہ حقیقی مسلمان کہلانے کے حق دار و مستحق ہو سکتے ہیں؟

پرنس آف ویلز جس نے جارج پنجم کے لقب سے انگلستان اور اس کے مقبوضہ ممالک پر حکومت کی، ۱۹۲۰ء میں ہندوستان آیا تو مہاراجا بھوپندر سنگھ نے اس سے پٹیالہ آنے کی درخواست کی۔۔۔ حکام ریاست نے فیصلہ کیا کہ مہمانوں کی حیثیت کے مطابق نیا فرنچیز تیار کرایا جائے اور خوب صورت برائیاں کا انتظام کیا جائے۔۔۔ یہ سارا کام قاضی صاحب کے سپرد کیا گیا۔۔۔ فرنچیز خریدنے اور شامیانے وغیرہ کے انتظام کے لئے قاضی صاحب لاہور آئے تو پتا چلا کہ لاہور میں کوئی مسلمان ان کا مطلوبہ فرنچیز بنانے والا نہیں ہے۔۔۔ قاضی صاحب گجرات تشریف

اہل حق اہل سنت کا ترجمان



لے گئے۔۔۔ قاضی صاحب نے ان کو (یعنی ایک فرنیچر والے کو) دس ہزار روپے بطور پیشگی دیئے جو اس زمانے میں بہت بڑی رقم تھی۔۔۔ فرنیچر کا مرحلہ طے ہوا تو شامیانے کی طرف متوجہ ہوئے اس کے لئے ایس مہارگ دین اینڈ سنز لاہور کے بانی حاجی چراغ دین سے رابطہ پیدا کیا اور انہیں آرڈر دیا کہ وہ مہمانوں کے مقام و مرتبے کے مطابق بہتر سے بہتر شامیانے مہیا کریں، چنانچہ حاجی صاحب ممدوح نے بہت ہی خوب صورت شامیانے تیار کر کے پیش کیا۔

(سیرت قاضی محمد سلیمان منصور پوری صفحہ ۱۲۹ مکتبہ شیش محل لاہور)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وبارک وسلم کی آمد کی خوشی میں جب مسلمان گلیوں محلوں اور گھروں کو سجاتے اور خوشی کا اظہار کرتے ہیں تو غیر مقلدین اس کو سخت ناجائز حرام و بدعت قرار دینے کے ساتھ ساتھ اس کو فضول خرچی قرار دیتے ہیں لیکن جب جارج پنجم جیسا اسلام دشمن شخص ہندوستان آتا ہے تو اس کی آمد کی خوشی میں۔۔۔۔۔

غیر مقلدین والحمد للہ فرقہ کے نامور قاضی صاحب، جناب سلیمان منصور پوری کو صاف صاف منع کر دینا چاہتے تھا کہ اس کی آمد کی خوشی میں، ہمیں کچھ نہیں کر سکتا کیوں کہ میں تو اپنے نبی کی آمد کی خوشی میں اہتمام کرنے والوں کا سخت مخالف ہوں، میں اس کافر کی آمد کی خوشی میں مشغلت کیوں اٹھاؤں، لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا، ایک بدترین کافر جس کے ہاتھ سینکڑوں مسلمانوں کے خون سے رنگین تھے اس کی آمد کی خوشی میں قاضی صاحب نے پیالہ سے لاہور جانے کی سخت رحمت اٹھائی، ایک فرنگی کی بیٹھک کے لئے در، در کی ٹھوکریں کھائیں اور بالآخر اس کی شایان شان فرنیچر نہ ملنے پر گجرات کا طویل سفر اختیار کیا اور شامیانوں کے حصول کے لئے دوبارہ لاہور جا کر ایک کافر کی آمد کی خوشی منانے کا پورا پورا حق ادا کر دیا۔

# تعویذ اور وہابی

مولانا ابوریحان رشیدی حفظہ اللہ

قسط اول

وہابی تعویذات کے بڑے مخالف نظر آتے ہیں، تعویذ دینے اور لینے والوں پر کفر، شرک، حرام اور بدعت کے فتوے لگا دیتے ہیں نیز جہاں ان کا بس چلتا ہے وہاں یہ ان تعویذات دینے اور پینے والوں کو قتل تک کر دیتے ہیں البتہ جہاں تک ان لوگوں کے اپنے عمل کا تعلق ہے وہ بالکل ان کے فتوؤں کے خلاف ہے بڑے بڑے غیر مقلد وہابی پیروں اور مولویوں نے تعویذات دینے، بیچنے اور اس کے ذریعہ مال کمانے کو اپنے لئے باعثِ فخر سمجھا ہوا ہے۔

میں نے یہ مناسب سمجھا کہ اس معاملہ میں وہابیوں کے چہروں سے پردوں کو ہٹاؤں اور مسلمانوں کو بتاؤں کہ جو فرقہ تعویذ کو کفر و شرک قرار دیتا ہے وہ خود تعویذ کی فارمیسی اور تجارت کو کس سختی سے اپنائے ہوئے ہے۔

اولاً آپ تصویر کے پہلے رخ میں، وہابیوں کے وہ فتوے ملاحظہ فرمائیں گے جو انہوں نے تعویذات کے خلاف دیئے ہیں، اس کے بعد تصویر کے دوسرے رخ میں وہابی کتابوں سے نقل کیا جائے گا کہ وہابی غیر اور مولوی دن بھر تعویذ بیچنے اور پھر رات کو اسکی کمائی کھانے میں گزارتے تھے۔



### ”تصویر کا پہلا رخ“

غیر مقلد وہابیوں کے زبردست مولوی مسعود الدین عثمانی نے اپنی ”کتاب تعویذات“ اور شرک میں لکھا:

۱۔ تعویذ لٹکانہ شرک ہے۔ (تعویذات اور شرک صلیب سہاڑی کراچی)

۲۔ بعض قسم کے دم جن میں شرکیہ الفاظ نہیں تھے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ واربک وسلم نے ان کی رخصت دیدی مگر تعویذ یا تولد کی بالکل اجازت نہیں دی۔ (تعویذات اور شرک صلیب سہاڑی کراچی)

۳۔ تعویذ اور اس کی اجرت کے ناجائز ہونے سے متعلق کچھ دلائل نقل کرنے کے بعد مصنف نے لکھا کہ: آج کے فن دینداری کے ماہر اپنے کاروبار کے لئے جو مختلف عذر پیش کرتے ہیں وہ سارے کے سارے عذر ہائے لٹک کے علاوہ کچھ نہیں۔ (تعویذات اور شرک صلیب سہاڑی کراچی)

۴۔ بلاؤں سے بچنے بیماری دور کرنے اور تکلیف ہٹانے کے لئے جو تعویذ استعمال کرتے گا اللہ تعالیٰ اس سے کچھ مطلب نہ رکھے گا۔ (تعویذات اور شرک صلیب سہاڑی کراچی)

۵۔ گنجی بات یہ ہے کہ کسی بھی قسم کے تعویذ کا جواز نہ تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ واربک وسلم سے ہے نہ خلفائے راشدین سے اور نہ دوسرے کسی صحابی سے۔ (تعویذات اور شرک صلیب سہاڑی کراچی)

۶۔ تعویذ اور گنڈے کے ساتھ ساتھ پانی پر دم کر کے اسے پلانے کا کام بھی پورے زور و شور کے ساتھ چل رہا ہے۔۔۔ یہ سب دین داری کے بھیس میں ہوتا ہے۔۔۔ پانی پر دم کرنے کے علاوہ دوسرے دھندے بھی زوروں پر ہیں۔۔۔۔۔ غرض ہر طرف کفر و شرک کا طوفان اٹھ آیا ہے۔

(تعویذات اور شرک صلیب سہاڑی کراچی)

۷۔ یہ جو شفا حاصل کرنے کے لئے قرآن کو تعویذ بنا کر لٹکا لیتے ہیں ان کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی بیماری کی حالت میں ڈاکٹر کا نسخہ یا ڈاکٹری علاج کی پوری کتاب گلے میں لٹکا لے انہی تعویذ

اور گنڈے کرنے والے قسم کے لوگوں کے لئے قرآن میں ارشاد فرمایا ہے ”اور ان کی اکثریت اللہ کے ساتھ ایمان لانے کا اقرار کرنے کے بعد شرک بھی کرتی ہے۔“ (تعویذات اور شرک صلیب سہاڑی کراچی)

۸۔ یہ بات بالکل سچ ہے کہ یہ پیر اور مولوی صرف یہی ستم نہیں ڈھاتے کہ فتوے بیچتے اور نذرانے وصول کرتے ہیں بلکہ انہوں نے اپنی اغراض کی خاطر ساری دنیا کو گمراہیوں کے چکر میں پھنسا رکھا ہے۔ (تعویذات اور شرک صلیب سہاڑی کراچی)

### شہید احمد غزالی سلفی وہابی نے لکھا:

۹۔ ”تعویذ گنڈے کوڑی و گھونگے لٹکانہ حرام ہے۔“ (تعویذ و گنڈے کی حقیقت صلیب مطبوعہ مکتبہ السنۃ الدار الشنفیہ لنشر التراث الاسلامی سفید مسجد سو لجر بازار کراچی)

۱۰۔ ”قرآنی آیات پر مشتمل تعویذ لٹکانے کی صورت میں قرآن کی توہین و تحقیر ہوتی ہے۔“ (تعویذ و گنڈے کی حقیقت صلیب مطبوعہ مکتبہ السنۃ الدار الشنفیہ لنشر التراث الاسلامی سفید مسجد سو لجر بازار کراچی)

۱۱۔ ان شرکیہ امور میں تعویذ گنڈے۔۔۔ کے چکر میں آنا ہے۔ (تعویذ و گنڈے کی حقیقت صلیب مطبوعہ مکتبہ السنۃ الدار الشنفیہ لنشر التراث الاسلامی سفید مسجد سو لجر بازار کراچی)

۱۲۔ یہ تعویذ و گنڈے دینے والے اکثر لوگوں کو غیر اللہ کے نام نذر و نیاز کی تلقین کرتے ہیں۔۔۔ اس طرح شرک کی تلقین کرتے ہیں اور لوگ ان کے چکر میں آکر شرک کا ارتکاب کرتے ہیں۔ (تعویذ و گنڈے کی حقیقت صلیب مطبوعہ مکتبہ السنۃ الدار الشنفیہ لنشر التراث الاسلامی سفید مسجد سو لجر بازار کراچی)

۱۳۔ کیا قرآن کے نام پر اس طرح کا تعویذ لکھنا اور دینا، دینی فراڈ نہیں؟ کیا اس طرح کے تعویذوں کو جائز قرار دیا جاسکتا ہے؟ کیا یہ شرک و کفر اور جادو نہیں؟ انہوں آج کس طرح لوگوں کے عقیدوں سے کھلیا جاتا ہے۔ (تعویذ و گنڈے کی حقیقت صلیب مطبوعہ مکتبہ السنۃ الدار الشنفیہ لنشر التراث الاسلامی سفید مسجد سو لجر بازار کراچی)

۱۴۔ اخیرہ حدیث میں کہیں بھی تعویذ کا کوئی نقشہ آپ کو نظر نہیں آئے گا۔ (تعویذ و گنڈے کی حقیقت صلیب مطبوعہ مکتبہ السنۃ الدار الشنفیہ لنشر التراث الاسلامی سفید مسجد سو لجر بازار کراچی)

۱۵۔ اخیرہ حدیث میں کہیں بھی تعویذ کا کوئی نقشہ آپ کو نظر نہیں آئے گا۔ (تعویذ و گنڈے کی حقیقت صلیب مطبوعہ مکتبہ السنۃ الدار الشنفیہ لنشر التراث الاسلامی سفید مسجد سو لجر بازار کراچی)



صفحہ ۲۲ مطبوعہ مکتبۃ السنۃ الدار السنۃ للنشر والتراث الاسلامی سفید مسجد سو لجر بازار کراچی)

۱۵۔ اس (تعویذ) سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اجماعاً کی مخالفت لازم آتی ہے۔ (تعویذ و گنڈے کی حقیقت صفحہ ۲۳ مطبوعہ مکتبۃ السنۃ الدار السنۃ للنشر والتراث الاسلامی سفید مسجد سو لجر بازار کراچی)

۱۶۔ اگر تعویذ قرآنی آیات اور دعائے مانورہ پر ہی کیوں نہ مشتمل ہو پھر بھی جائز نہیں۔ (تعویذ و گنڈے کی حقیقت صفحہ ۲۳ مطبوعہ مکتبۃ السنۃ الدار السنۃ للنشر والتراث الاسلامی سفید مسجد سو لجر بازار کراچی)

۱۷۔ تعویذ لکھنے والے اور لٹکانے والے دونوں ہی دانت یا نادات طور سے کفر کا ارتکاب کرتے ہیں۔ (تعویذ و گنڈے کی حقیقت صفحہ ۲۳ مطبوعہ مکتبۃ السنۃ الدار السنۃ للنشر والتراث الاسلامی سفید مسجد سو لجر بازار کراچی)

۱۸۔ یہ (قرآنی اور غیر قرآنی تعویذات) اعمال ہیں ان کو لٹکانے والا شرک کا ارتکاب کرتا ہے۔ (تعویذ و گنڈے کی حقیقت صفحہ ۲۵ مطبوعہ مکتبۃ السنۃ الدار السنۃ للنشر والتراث الاسلامی سفید مسجد سو لجر بازار کراچی)

۱۹۔ تعویذ و گنڈے وغیرہ کے ذریعہ انسان شرک جیسے ظلم عظیم کا ارتکاب کرتا ہے اور عقائدی انحراف کا شکار ہو جاتا ہے۔ (تعویذ و گنڈے کی حقیقت صفحہ ۲۶ مطبوعہ مکتبۃ السنۃ الدار السنۃ للنشر والتراث الاسلامی سفید مسجد سو لجر بازار کراچی)

۲۰۔ (تعویذ و گنڈے کے عادی) ہر بیماری کو جن کا اثر اور جادو تصور کرنے لگتے ہیں اور پھر اس کے خاطر ہر طرح کا شرک و کفر ان کے لئے روا ہو جاتا ہے اور اس طرح ایمان و توحید سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ (تعویذ و گنڈے کی حقیقت صفحہ ۲۶، ۲۷ مطبوعہ مکتبۃ السنۃ الدار السنۃ للنشر والتراث الاسلامی سفید مسجد سو لجر بازار کراچی)

۲۱۔ ”اس کے ذریعہ شعبہ ہاں اور مکار مٹا لوگوں کے مال و عقیدہ پر ہاتھ صاف کرتے ہیں۔“

اہل حق اہل سنت کا ترجمان

(تعویذ و گنڈے کی حقیقت صفحہ ۲۷ مطبوعہ مکتبۃ السنۃ الدار السنۃ للنشر والتراث الاسلامی سفید مسجد سو لجر بازار کراچی)

سعودی مثلاً عبدالعزیز بن باز کہتا ہے:

۲۲۔ رہام جھار یا تعویذ کو مریضوں اور بچوں کے گلے میں لٹکانا تو یہ جائز نہیں۔۔۔۔۔ یہ حرام اور شرک کی اقسام میں سے ایک قسم ہے۔ (تعویذ و گنڈے کی حقیقت صفحہ ۲۸ مطبوعہ مکتبۃ السنۃ الدار السنۃ للنشر والتراث الاسلامی سفید مسجد سو لجر بازار کراچی)

وہابیوں کے شیخ العرب والجمہ بدیع الدین راشدی نے لکھا:

۲۳۔ ”مطلق تعویذ قرآنی یا غیر قرآنی سب ناجائز و ممنوع اور شرکیہ فعل ہیں۔“ (تعویذ و گنڈے کی حقیقت صفحہ ۲۹ مطبوعہ مکتبۃ السنۃ الدار السنۃ للنشر والتراث الاسلامی سفید مسجد سو لجر بازار کراچی)

خولیہ محمد قاسم وہابی نے لکھا کہ:

۲۴۔ تعویذ کا لٹکانا زمانہ جہالت کی یادگار ہے۔ (تعویذ اور دم کتاب و سنت کی روشنی میں صفحہ ۱۵ مطبوعہ ادارہ احیاء السنۃ کراچی)

۲۵۔ تعویذ فی نفسہ شرک ہے خواہ اس میں شرکیہ الفاظ پائے جائیں یا نہ پائے جائیں۔ (تعویذ اور دم کتاب و سنت کی روشنی میں صفحہ ۱۵ مطبوعہ ادارہ احیاء السنۃ کراچی)

۲۶۔ ہر قسم کے تعویذ منع ہیں۔ (تعویذ اور دم کتاب و سنت کی روشنی میں صفحہ ۱۵ مطبوعہ ادارہ احیاء السنۃ کراچی)

۲۷۔ افسوس کہ تعویذ بنانے والوں کے نزدیک قرآنی آیات کی اتنی ہی قدر ہے جتنی کہ کسی حکیم کی پڑیا کی ہوتی ہے۔ (تعویذ اور دم کتاب و سنت کی روشنی میں صفحہ ۱۶ مطبوعہ ادارہ احیاء السنۃ کراچی)

۲۸۔ تعویذ میں ایک بڑی قباہت یہ ہے کہ اس سے رفع حاجت وغیرہ کے وقت اللہ کے کلام کی توہین ہوتی ہے۔ (تعویذ اور دم کتاب و سنت کی روشنی میں صفحہ ۱۶ مطبوعہ ادارہ احیاء السنۃ کراچی)

۲۹۔ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو شک کا موقع دینا مناسب نہ سمجھا تو یہ تعویذ کرنے اہل حق اہل سنت کا ترجمان

اہل حق اہل سنت کا ترجمان



والے کس حکیت کی مولیٰ ہیں۔ (تعویذ اور دم کتاب وسنت کی روشنی میں صفحہ ۱۵ مطبوعہ ادارہ احیاء الدین گھریا کھ گورنوالہ)

۳۰۔ کیا نبی علیہ السلام تعویذ کا شغل فرمایا کرتے تھے کبھی اپنے دست مبارک سے لکھا دیا اپنے کاتبان وحی سے لکھوایا ہو کیا یہ اس کے بدعت ہونے کا کافی ثبوت نہیں ہے۔ (تعویذ اور دم کتاب وسنت کی روشنی میں صفحہ ۱۵ مطبوعہ ادارہ احیاء الدین گھریا کھ گورنوالہ)

۳۱۔ تعویذ دھاگے والوں نے معاشرہ میں بہت اوجھم مچا رکھا ہے۔ (تعویذ اور دم کتاب وسنت کی روشنی میں صفحہ ۱۹ مطبوعہ ادارہ احیاء الدین گھریا کھ گورنوالہ)

۳۲۔ لغت ہے ان لوگوں پر جو اس قسم کا بھیا نک کاروبار کرتے ہیں جو ایک کی مراد پوری کرنے کے لئے دوسروں کو بے مراد کر دیتے ہیں۔ (تعویذ اور دم کتاب وسنت کی روشنی میں صفحہ ۱۹ مطبوعہ ادارہ احیاء الدین گھریا کھ گورنوالہ)

۳۳۔ ہمارا تو یہ تجربہ ہے جو لوگ بڑے موصد بنتے ہیں اور شرک کے نزدیک نہیں جانتا چاہتے جب تعویذ کی منویٰ میں قدم رکھ دیتے ہیں تو نیک و بد کی پہچان انہیں بھی نہیں رہتی توحید و شرک کا امتیاز ختم ہو جاتا ہے یعنی وہ لوگ جو ایسے تعویذوں کے قائل نہیں جو ظاہر میں بھی شرک ہوں سچ مج کے شرکیہ تعویذوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ (تعویذ اور دم کتاب وسنت کی روشنی میں صفحہ ۲۰ مطبوعہ ادارہ احیاء الدین گھریا کھ گورنوالہ)

۳۴۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دم اور تعویذ دونوں کو شرک قرار دیا۔ (تعویذ اور دم کتاب وسنت کی روشنی میں صفحہ ۲۵ مطبوعہ ادارہ احیاء الدین گھریا کھ گورنوالہ)

۳۵۔ گستاخی معاف میں تو سوچتا ہوں اگر دم تعویذ کا پیشہ اتنا ہی نفیس عمدہ اور باعزت ہوتا تو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی نہ شروع فرما لیتے انہیں کون سے مرتبے ورثہ میں ملے ہوئے تھے۔ (تعویذ اور دم کتاب وسنت کی روشنی میں صفحہ ۲۹ مطبوعہ ادارہ احیاء الدین گھریا کھ گورنوالہ)

۳۶۔ تعویذ بہت مختلف چیز ہے یہ تو چاروں گروں کی طرح ایک جاڑوی ٹہل ہے۔ (تعویذ اور دم کتاب وسنت کی روشنی میں صفحہ ۲۵ مطبوعہ ادارہ احیاء الدین گھریا کھ گورنوالہ)

۳۷۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی صحابی سے ثابت نہیں کہ انہوں نے کبھی کسی مسلمان بھائی سے تعویذ یا دم کی اجرت کا مطالبہ کیا ہو۔ (تعویذ اور دم کتاب وسنت کی روشنی میں صفحہ ۳۰ مطبوعہ ادارہ احیاء الدین گھریا کھ گورنوالہ)

۳۸۔ یہ پیش نہایت ذلیل فقیر اور دہیات ہے۔ (تعویذ اور دم کتاب وسنت کی روشنی میں صفحہ ۳۳ مطبوعہ ادارہ احیاء الدین گھریا کھ گورنوالہ)

۳۹۔ تعویذ کے جواز پر قرآن وسنت سے کوئی دلیل نہیں۔۔۔ اسے بدعت کہنا بے جا نہ ہوگا۔ (تعویذ اور دم کتاب وسنت کی روشنی میں صفحہ ۳۳ مطبوعہ ادارہ احیاء الدین گھریا کھ گورنوالہ)

### ”تصویر کا دوسرا رخ“

انتقاد بوجھ پانچ دامن کی کہانی  
دامن کو زرداد کچھ زرا بد قبا دیکھ  
اب غیر مقلد و ہانیوں کی کتابوں سے وہ حوالا بات پیش کئے جا رہے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ لوگ تعویذ گیری میں زبردست انہماک رکھتے ہیں:  
**وہابیوں کا تعویذات کی کمائی سے ساری رات آم کھانا:**

”مولوی معین الدین وہابی“ کو غیر مقلدین کا زبردست مولوی سمجھا جاتا تھا، مولوی اسحاق وہابی نے معین الدین کے بارے میں لکھا کہ:

”ایک دن معین الدین سے ملنے کوئی چاہا تو میں لاہور سے آدکاڑہ پہنچ گیا، وہ تعویذ لکھ رہے تھے اور ارد گرد ہجوم عاشقان تھا، وہ حسب منول بہت اچھی طرح ملے اور خوب کھلایا پلایا، چند ہاتھ بھی کیے، لیکن مصروفیت ”تعویذات“ ہی میں رہی کچھ دیر کے بعد میں نے کہا ”اب



بس کرو بہت کمالیا ہے میرے ساتھ بھی کوئی بات کرو، میں نے واپس لاہور جانا ہے، حضرت آہستہ سے بولے، خاموشی سے بیٹھے رہو، تم آج رات میرے پاس رہو گے، اس آمدنی سے رات کو تنہیں پیٹ بھر کر آم کھاؤں گا اور صبح جاتے وقت لاہور کا کرایہ بھی دوں گا، چنانچہ میں آسموں کے لالچ میں خاموش ہو گیا، رات میں سیر بہترین آم منگوائے جو ہم نے خوب کھائے میرا خیال ہے ہم ساری رات ہی کھاتے رہے۔“ (بزمِ ارجمند ص ۵۶۰ مطبوعہ مکتبہ قدوسیہ لاہور)

قارئین کرام دیکھا آپ نے!

دہابی تعویذ سچ بھی رہے ہیں اور اس کی کمائی سے ساری رات آم بھی کھا رہے ہیں، کیا اس وقت ان کو اپنے کفر اور شرک کے وہ سارے فتوے یاد نہیں ہوں گے جو انہوں نے عام مسلمانوں پر تعویذات کی وجہ سے لگائے ہیں؟

نیز خواجہ محمد قاسم دہابی نے لکھا:

”مولوی بگڑ جائے تو چند غوری کرتا ہے تعویذ بیچتا ہے اور بدعت نوازی کرتا ہے، ان کیسوا من الاختیار والرہبان لیکھلون افعال الناس بالباطل۔ بہت سے علماء اور درویش باطل طریقے سے لوگوں کا مال کھا جاتے ہیں۔ (تعویذ اور دم کتاب و سنت کی روشنی میں ص ۳۳ مطبوعہ ادارہ احیاء السنہ کھرچا کھرچا کوثر اوالہ)

اب ہم دہابیوں سے پوچھتے ہیں کہ ایک طرف تو تم لوگ یہ کہتے ہو کہ مولوی بگڑ جائے تو وہ تعویذ بیچتا ہے اور دوسری طرف خود تعویذات بیچنے کا کاروبار لگا رکھا ہے، کیا اپنے ہی فتوے کی رو سے تم بگڑے ہوئے نہیں ہو اور بدعت نوازی میں گرفتار نہیں ہو؟

دہابیوں کا فتووں اور تعویذوں پر اجرت لینا اور اپنے مصرف میں بھی ان کو خرچ کرنا:

اس دہابی مولوی محمد صدیق نے اپنے ہم مسلک مولوی اور استاد حافظ عبداللہ روپڑی کے

بارے میں لکھا:

”حضرت کی جوفتوے اور تعویذ کے سلسلے میں لوگ خدمت کرتے وہ بہت کم اپنے مصرف میں لاتے، اس کا بیشتر حصہ نیک جگہوں پر صرف کرتے۔“ (بزمِ ارجمند ص ۵۷۷ مطبوعہ محمد اسحاق دہابی مطبوعہ مکتبہ قدوسیہ لاہور)

مذکورہ بالا عبارت سے واضح ہے کہ دہابی مولوی تعویذات کے ساتھ ساتھ فتووں کی بھی اجرت لینا تھا اور اس کا کچھ حصہ اپنے ذاتی کاموں میں بھی خرچ کرتا تھا اب ایک اور غیر مقلد دہابی مولوی کی عبارت پڑھئے چنانچہ:

دہابی مولوی مسعود الدین عثمانی نے لکھا:

”کہا جاتا ہے کہ یہ سارے کام (یعنی تعویذ گنڈے مھاڑ پھونک پر اجرت لینا) ہم امت کی خیر خواہی کے جذبہ سے بے قابو ہو کر کر رہے ہیں ورنہ ہمارا ذاتی فائدہ کوئی نہیں! لیکن حقیقت بالکل اس کے برعکس ہے صرف کمائی مقصود ہے اور بس۔“ (تعویذات اور شرک ص ۱۳ بہاڑی کراچیا)

قارئین کرام! دہابیوں کی ان دونوں عبارتوں سے آپ ضرور یہ نتیجہ نکالیں گے کہ دہابیوں نے تعویذات کو کمائی کا مقصد بنا لیا ہے، الہت انکی طرف سے دیگر مسلمانوں پر تعویذات کی وجہ سے اب تک کفر و شرک کے فتوے لگ رہے ہیں۔

دہابیوں کے پیر اور تعویذوں کے نذرانے:

دہابی مولوی اسحاق بھٹی نے اپنے ایک ہم مسلک مولوی عبداللہ لاکل پوری کے متعلق لکھا:

”مولانا عبداللہ لاکل پوری تعویذ بھی لکھتے تھے اور دم مھاڑا کرتے تھے لوگوں کو ان پر







# الاسنت کا بیجام مسلمانوں کے نام

من نعرة الله اكبر مى زلم  
دم ز بولكرو و عمر عثمان و حيدر مى زلم  
فسادىم نعرة يساعوث اعظم مى زلم  
دم ز شيخ احمد رضا خان قطب عالم مى زلم  
اے مسلمانوں! اللہ دین کی حفاظت کے لئے کوششیں دل سے کرو مذہب و ملت کے بے  
کوشش نگار ہے دین کی اہانت کیلئے غوث اعظم کو پکارو تم اہانت کے بے

من نعرة الله اكبر مى زلم  
دم ز بولكرو و عمر عثمان و حيدر مى زلم  
فسادىم نعرة يساعوث اعظم مى زلم  
دم ز شيخ احمد رضا خان قطب عالم مى زلم  
مصطفیٰ کی بھولی بھینڑ! بھینڑیوں سے تم بچو جو کہے توین اللہ و نبی کی دوستو!  
اپنے ایمان کی حفاظت ان کے منوں سے کرو غوث اعظم ہیں خدا پر ان کا دامن تمام لو

سليم من نعرة الله اكبر مى زلم  
دم ز بولكرو و عمر عثمان و حيدر مى زلم  
فسادىم نعرة يساعوث اعظم مى زلم  
دم ز شيخ احمد رضا خان قطب عالم مى زلم  
فرض ہے اپنے عقائد کی روٹی مومنو! پھر کرو کوشش نمازوں کے لئے تم مومنو!  
مصطفیٰ ﷺ کے دین پر ثابت قدم گر تم رہو الدم الاعلون قول حق ہے غالب تم رہو

سليم من نعرة الله اكبر مى زلم  
دم ز بولكرو و عمر عثمان و حيدر مى زلم  
فسادىم نعرة يساعوث اعظم مى زلم  
دم ز شيخ احمد رضا خان قطب عالم مى زلم  
اے عیب قادی محشر میں بھگو خوف کیا جب شفاعت کرنے والے ہیں حبیب کبریہ  
و جہاں میں سر پہ سایہ ہے جناب غوث کا نزع و محشر میں حفاظت کرنے والے ہیں رضا

سليم من نعرة الله اكبر مى زلم  
دم ز بولكرو و عمر عثمان و حيدر مى زلم  
فسادىم نعرة يساعوث اعظم مى زلم  
دم ز شيخ احمد رضا خان قطب عالم مى زلم

کلام: امام المناظرین مفتی حسرت علی خان لکھنوی رحمہ اللہ

پاسان اہل سنت و جماعت (پاکستان)

منجانب